ماہنامہ

اشراق

لاہور

جون ۲۰۱۶ء

زیر سرپرستی

جاوید احمد غامدی

”...انسان چونکہ اِس دنیا میں اپنا ایک عملی وجود بھی رکھتا ہے، اِس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اُس کا جذبۂ عبادت جب اُس کے عملی وجود سے متعلق ہوتا ہے تو پرستش کے ساتھ اطاعت کو بھی شامل ہو جاتا ہے۔ روزہ اِسی اطاعت کا علامتی اظہار ہے۔ اِس میں بندہ اپنے پروردگار کے حکم پر اور اُس کی رضا اور خوشنودی کی طلب میں بعض مباحات کو اپنے لیے حرام قرار دے کر مجسم اطاعت بن جاتا اور اِس طرح گویا زبان حال سے اِس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حکم سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔“

—— دین و دانش

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

المورد

فہرست

اس شمارے میں

اس شمارے میں — نعیم احمد — ۴

قرآنیات

البیان: النحل ۱۶: ۶۵-۸۳ (۵) — جاوید احمد غامدی — ۵

معارف نبوی

جنت کے اعمال — جاوید احمد غامدی / محمد حسن الیاس — ۱۳

ایمان کی حلاوت — جاوید احمد غامدی / محمد عامر گزدر — ۲۶

رمضان میں نبی ﷺ کی نماز تہجد — معز امجد / شاہد رضا — ۳۴

دین و دانش

روزہ — جاوید احمد غامدی — ۴۱

سیر و سوانح

حضرت مسعود بن قاری رضی اللہ عنہ اور بنو قارہ — محمد وسیم اختر مفتی — ۴۵

ادبیات

غزل — جاوید احمد غامدی — ۴۹

نعیم احمد

''قرآنیات'' میں جناب جاوید احمد غامدی کا ترجمۂ قرآن ''البیان'' شائع کیا گیا ہے۔ یہ قسط سورۂ نحل کی آیات ۶۵-۸۳ کے ترجمہ اور حواشی پر مشتمل ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں کا ذکر ہے۔ مشرکین کو کچھ نعمتوں کی طرف توجہ دلا کر ملامت کی گئی ہے کہ وہ ان کو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کو حق کی طرف لانا تمھاری ذمہ داری نہیں ہے۔ تمھاری ذمہ داری صرف حق بات کا ان تک پہنچا دینا ہے۔

''معارف نبوی'' کے تحت تین مضامین شامل اشاعت ہیں۔ جاوید احمد غامدی صاحب کے پہلے مضمون ''جنت کے لوگ'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ذکر ہے کہ جو شخص کامل یقین کے ساتھ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دے گا۔ جاوید احمد غامدی صاحب کے دوسرے مضمون ''ایمان کی حلاوت'' میں بیان کیا گیا ہے کہ جس میں تین باتیں ہوں، اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے سب زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ لوگوں سے محبت صرف خدا کی رضا کے لیے کرے، تیسرے یہ کہ کفر سے ایمان کی طرف آنے کے بعد واپس لوٹنا اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ میں جانے کے مترادف ہو۔ اسی سیکشن کے تحت معز امجد صاحب کے مضمون میں رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

''دین و دانش'' میں جاوید احمد غامدی صاحب کے مضمون ''روزہ'' میں روزہ کی تعریف، اس کی تاریخ، مقصد اور قانون کو بیان کیا ہے۔

''سیر و سوانح'' کے تحت محمد وسیم اختر مفتی صاحب کے مضمون میں جلیل القدر صحابی حضرت مسعود بن قاری رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات، قبول اسلام، غزوات میں ان کی بہادری اور شہادت کا ذکر ہے۔

''ادبیات'' میں جاوید احمد غامدی صاحب کی ایک غزل شائع کی گئی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النحل

(۵)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَاللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَـكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنۡ ثَمَرٰتِ النَّخِيۡلِ

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اُس سے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ اِس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو سنتے ہیں۔ اور تمھارے لیے چوپایوں میں بھی یقیناً بڑا سبق ہے[۳۸]۔ ہم اُن کے پیٹوں کے اندر کے گوبر اور خون کے درمیان سے[۳۹] تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے نہایت خوش گوار ہے۔ (اِسی طرح) کھجور اور

۳۸؎ اصل میں لفظ 'عِبۡرَة' آیا ہے۔ اِس کے معنی ہیں: ایک حقیقت سے دوسری حقیقت تک پہنچ جانا۔ انسان اگر غور کرے تو یہی عبرت اُس کے تمام علم کی کلید ہے۔

۳۹؎ یعنی ایک طرف خون بنتا ہے، دوسری طرف گوبر، مگر اِنھی جانوروں کی مادینوں کے پیٹ سے ایک تیسری چیز بھی پیدا ہو جاتی ہے جس میں گوبر یا خون کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر آلودگی سے بالکل پاک اور پینے والوں کے لیے نہایت لذیذ اور خوش گوار ہوتی ہے۔

وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾
وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ

انگور کے پھلوں سے بھی۔ تم اُن سے نشے کی چیزیں بھی بناتے ہو اور کھانے کی اچھی چیزیں بھی[۴۰]۔ اِس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں[۴۱]۔ ۶۵-۶۷

(تم دیکھتے نہیں ہو کہ)، تمھارے پروردگار نے شہد کی مکھی پر وحی کی[۴۲] کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور لوگ جو ٹٹیاں باندھتے ہیں، اُن میں چھتے بنا، پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس چوس اور اپنے پروردگار کی ہموار

۴۰؎ اِس سے ضمناً یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ نشے کی چیزیں اچھی نہیں ہیں۔ یہ کھجور اور انگور اور اِس طرح کی دوسری چیزوں کا سوء استعمال ہے کہ انسان اُن سے عقل و دل کو ماؤف کر دینے والی چیزیں تیار کرے۔

۴۱؎ یعنی توحید اور قیامت کی بڑی نشانی ہے۔ اِس لیے کہ اِن میں سے ایک ایک چیز زبان حال سے بتا رہی ہے کہ زمین و آسمان، دونوں میں ایک ہی حکیم و قدیر کا ارادہ کارفرما ہے۔ وہ جس طرح مردہ زمینوں کو پانی کے ایک چھینٹے سے حیات تازہ بخش دیتا ہے، اُسی طرح تمھارے مردوں کو بھی اٹھا کھڑا کرے گا۔ یہ اُس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ’’...اللہ نے اپنی نعمتوں میں یہ گونا گونی و بوقلمونی اِس لیے رکھی ہے کہ سوچنے والے سوچیں اور سمجھنے والے سمجھیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دنیا اپنی بقا کے لیے اِن تنوعات کی محتاج نہیں تھی، یہ بالکل سادہ اور یک رنگ، بلکہ بالکل بے رنگ بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن اِس کے خالق نے یہ چاہا کہ یہ اُس کی صفات کا ایک پرتو اور مظہر ہو تا کہ غور کرنے والے غور کریں اور اِس کی ایک ایک چیز سے اِس کے خالق کی اعلیٰ صفات، اُس کی بے نہایت قدرت و حکمت، اُس کی غیر محدود رافت و رحمت، اُس کی بے مثال ربوبیت و پروردگاری اور اُس کی کامل وحدت و یکتائی کا کچھ تصور اور اُس کی روشنی میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس کریں۔‘‘ (تدبر قرآن ۴/ ۴۲۸)

۴۲؎ یہ لفظ یہاں اُس الہام فطرت کے لیے استعمال ہوا ہے جو ہر مخلوق کی پیدایش کے ساتھ ہی اُس میں کر دیا جاتا ہے۔ اِس سے وہ وحی مراد نہیں ہے جو انبیا علیہم السلام پر کی جاتی ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۶۹﴾

کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ۔[۴۳] اُس کے پیٹ سے ایک مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اُس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ اِس کے اندر بھی یقیناً اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو غور کرتے ہیں۔[۴۴] ۶۸-۶۹

۴۳؎ یہ اُس پورے نظام اور طریق کار کی طرف اشارہ ہے جس کے مطابق شہد کی مکھیاں لاکھوں برس سے کام کر رہی ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز نظام ہے۔ شہد کی مکھیاں ریاضیاتی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے انتہائی اعلیٰ معیار کا چھتا بناتی ہیں۔ پھر ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت پھولوں سے رس چوس کر لاتی ہیں، اُس کو چھتوں میں ذخیرہ کرتی ہیں، پھر شہد جیسی مفید اور نفیس اور لذیذ چیز پیدا کر دیتی ہیں۔ قرآن نے اِسی کو یہاں اپنے پروردگار کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتے رہنے سے تعبیر کیا ہے۔

۴۴؎ اصل میں 'يَتَفَكَّرُوۡنَ' کا لفظ آیا ہے۔ اِس سے پہلے اِسی مقصد سے 'يَسۡمَعُوۡنَ' اور 'يَعۡقِلُوۡنَ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی سنتے ہیں، عقل سے کام لیتے ہیں اور تدبر و تفکر کرتے ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''یہی صفتیں انسانیت کا اصلی جوہر ہیں اور اِن میں ایک حکیمانہ تدریج و ترتیب ہے۔

اِس کائنات کے حقائق میں سے بے شمار حقائق ایسے ہیں جو بدیہیات فطرت کے حکم میں داخل ہیں۔ اُن کو سمجھنے کے لیے کسی بڑی کاوش کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک معقول انسان اول تو اُن کو خود سمجھتا ہے اور اگر خود نہیں سمجھتا ہے تو چونکہ معقول باتوں کے لیے اُس کے کان کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اِس وجہ سے دوسرے کسی معقول آدمی کی زبان سے اُن کو سنتے ہی 'از دل خیزد بر دل ریزد' کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔

دوسرا مرحلہ 'يَعۡقِلُوۡنَ' کا ہے جہاں سوچنے سمجھنے اور عقل سے کام لینے کی ضرورت پڑتی ہے، جہاں مقدمات کی ایک ترتیب ہوتی ہے اور پھر اُن سے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ یہ مرحلہ پہلے مرحلہ سے اونچا ہے اور علم کی راہ میں اِس کے ثمرات بھی زیادہ وقیع ہیں، لیکن ہے یہ عام عقل کی دسترس کی چیز۔ جو لوگ اپنی عقل کی قدر کرتے اور اِس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ اِس کی برکات سے محروم نہیں رہتے۔

تیسرا مرحلہ 'يَتَفَكَّرُوۡنَ' کا ہے۔ یہ سب سے اونچا مرحلہ ہے۔ یہ اُن لوگوں کا مقام ہے جو اسرار کائنات میں برابر غور کرتے اور علم کے مدارج برابر طے کرتے رہتے ہیں۔ یہ حکما کا درجہ ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی اپنی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾
وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

(اِسی طرح) اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے، پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔ (تم میں سے کچھ پہلے رخصت ہو جاتے ہیں) اور تم میں سے کچھ ارذل عمر کو پہنچا دیے جاتے ہیں، اِس لیے کہ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانیں۔ حق یہ ہے کہ اللہ ہی جاننے والا ہے، وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[۴۵] ۷۰

(پھر یہ بھی دیکھو کہ) اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں برتری دے رکھی ہے۔ پھر جن کو برتری دی گئی ہے، وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دے دیتے کہ وہ اُس میں برابر ہو جائیں۔ (لیکن خدا کے بارے میں یہی سمجھتے ہیں کہ اُس نے اپنی خدائی دوسروں میں بانٹ دی ہے)۔ تو کیا یہ اللہ کی نعمت کا انکار کر رہے ہیں؟[۴۶] ۷۱

بے مثال کاوش سے طرح طرح کے پھولوں سے رس چوس کر شہد بناتی ہے جس میں لوگوں کے لیے غذا اور شفا ہے، اُسی طرح یہ لوگ اپنے تدبر و تفکر کی کاوشوں سے حکمت کا شہد جمع کرتے ہیں جس میں عقل و دل کے امراض کا مداوا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اُس سے آسودہ رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اُس سے فیض پہنچتا ہے۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۴۲۹)

۴۵؎ مطلب یہ ہے کہ مرتے تو سب ہیں، مگر سب کا وقت ایک نہیں ہے۔ کچھ بچپن میں مر جاتے ہیں، کچھ جوانی میں اور کچھ ایسے بھی ہیں جنھیں قدرت ارذل عمر کو پہنچا کر یہ حقیقت ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ یہاں سارا علم اور ساری قدرت صرف خدا کے لیے ہے۔ انسان کو جو کچھ ملتا ہے، وہ اُسی کا عطیہ ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہو کہ جو اپنے آپ کو علم و عقل کا دیوتا سمجھتے ہیں، وہ بھی بالآخر علم، عقل اور طاقت ہر چیز سے عاری اور دوسروں کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں اور اُن کے تمام کمالات اُسی پروردگار کی طرف لوٹ جاتے ہیں جو اُن کا دینے والا ہے۔ چنانچہ حق یہ ہے کہ وہی علیم و قدیر ہے۔

۴۶؎ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ خدا کی بخشی ہوئی نعمتوں کو دوسروں کی طرف منسوب کیا جائے اور اُن کا شکر یہ اُن کو

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً
وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا
وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا
فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

(پھر یہ بھی دیکھو کہ) اللہ نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں اور تمھاری بیویوں سے تمھارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمھیں کھانے کی پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔ پھر کیا یہ (سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی) باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے منکر ہو گئے ہیں اور اللہ کے سوا اُن چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ آسمانوں سے اِن کے لیے کسی روزی پر کوئی اختیار رکھتی ہیں، نہ زمین سے اور نہ (اِس طرح کے کسی اختیار پر) دسترس پا سکتی ہیں۔[47] سو (اپنے اوپر قیاس کر کے تم) اللہ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو۔[48] حقیقت یہ ہے کہ (اپنی ذات و صفات کو) اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے ہو۔ ۷۲-۷۴

(تم مثالیں ہی سننی چاہتے ہو تو سنو)، اللہ ایک غلام کی مثال بیان کرتا ہے جو دوسرے کی ملکیت میں ہے، وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا۔ (اُس کے مقابل میں) دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا کر رکھی ہے، پھر وہ اُس میں سے کھلے اور چھپے، (جس طرح چاہتا ہے) خرچ کرتا ہے۔ (بتاؤ)، کیا دونوں برابر ہوں گے؟ (پھر خدا اور اُس کے بے اختیار بندوں کو کس طرح برابر کر دیتے ہو؟ حق یہ ہے کہ) شکر کا سزاوار اللہ ہے، لیکن اِن کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

ادا کیا جائے تو یہ اُن نعمتوں کا صریح انکار ہے۔ قرآن میں یہ مضمون کئی مقامات پر آیا ہے۔

۴۷؎ پیچھے فرمایا تھا کہ باطل کو مانتے ہیں۔ یہ اُسی کی تفصیل ہے۔

۴۸؎ یعنی اللہ کو دنیا کے بادشاہوں اور راجوں اور مہاراجوں پر قیاس کر کے اُس کی اولاد اور مصاحبین اور مقربین

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَآ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَيۡءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰهُ اَيۡنَمَا يُوَجِّهۡهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ هَلۡ يَسۡتَوِيۡ هُوَ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾

وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَآ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۷۷﴾

وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ

اللہ (اِسی حقیقت کی وضاحت کے لیے) ایک اور مثال بیان کرتا ہے۔ دو آدمی ہیں، اُن میں سے ایک گونگا ہے، کوئی کام نہیں کرسکتا اور اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ وہ اُس کو جہاں بھیجتا ہے، وہ کوئی چیز درست کر کے نہیں لاتا۔ کیا یہ (گونگا) اور وہ شخص برابر ہوں گے جو انصاف کی تعلیم دیتا ہے اور خود بھی سیدھی راہ پر قائم ہے[۴۹]؟ ۷۵-۷۶

(اِنھیں اصرار ہے کہ قیامت آنی ہے تو اُس کا وقت بتایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ) زمین اور آسمانوں کا سارا غیب اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور قیامت کا معاملہ تو اتنا ہی ہے، جیسے آنکھ جھپک جائے یا اُس سے بھی پہلے۔ (یہ ہمارے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے)، اِس لیے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۷۷

اور (دیکھو)، تم کو اللہ ہی نے تمھاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا، اُس وقت تم کچھ نہیں جانتے تھے۔

نہ بناؤ کہ جن کی وساطت کے بغیر اُس کی بارگاہ میں کوئی شخص نہ رسائی حاصل کرسکتا ہے اور نہ اپنی عرض معروض کرسکتا ہے۔

۴۹؎ یعنی ایک طرف خدا ہے، حکیم ناطق۔ دنیا کی ہدایت کے لیے اپنی کتابیں نازل کرتا ہے اور لوگوں کو عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر یہی نہیں، خود بھی قائم بالقسط ہے اور جو کچھ کرتا ہے، کمال راستی اور صحت کے ساتھ کرتا ہے۔ دوسری طرف یہ تمھارے ٹھیرائے ہوئے معبود ہیں، گونگے بہرے۔ نہ تمھاری پکار سن سکتے ہیں، نہ اُس کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ تمھارا کوئی کام بنا سکتے ہیں۔ بتاؤ، یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ دونوں کو یکساں سمجھ رہے ہو؟

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اُس نے تمھیں کان اور آنکھیں اور (سوچنے والے) دل دیے، اِس لیے کہ تم شکر کرو۔[۵۰] ۷۸

کیا اِنھوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہو رہے ہیں۔[۵۱] اُن کو صرف اللہ تھامے ہوئے ہے۔ یقیناً اِس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لانا چاہیں۔[۵۲] (فضا میں اڑتے ہوئے اِن پرندوں کی طرح) تمھارے لیے تمھارے گھروں کا سکون بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ اُسی نے تمھارے لیے چوپایوں کی کھال کے گھر بنائے ہیں[۵۳] جنھیں تم اپنے کوچ اور قیام کے دن نہایت ہلکا پاتے ہو۔[۵۴] اور اُن کی اون اور اُن کے رووں اور اُن کے بالوں سے (تمھارے لیے) گھروں کا سامان اور برتنے کی بہت سی چیزیں بنائی ہیں (جن سے) ایک وقت تک فائدہ اٹھاتے ہو۔ ۷۹-۸۰

۵۰؎ یعنی پیدا ہوئے تو صرف ایک مضغۂ گوشت تھے، ایسے بے خبر کہ کسی جانور کا بچہ بھی اتنا بے خبر نہیں ہوتا۔ مگر اللہ نے اِس کے بعد تم کو وہ تمام صلاحیتیں عطا کر دیں جن پر ناز کرتے ہو۔ یہ بے بہا نعمتیں اِس لیے دی گئی تھیں کہ خدا کے شکر گزار بندے بنو، لیکن تعجب ہے کہ تمھارے یہ کان، یہ آنکھیں اور یہ دل ہر چیز کے لیے کھلے ہیں، صرف خدا کی بات سننے اور اُس کی آیات کو دیکھنے اور صرف اُسی کے بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کے لیے بند ہو گئے ہیں۔

۵۱؎ یہ پرواز کے لیے پرندوں کی نہایت موزوں ساخت اور زمین کے اوپر ہوا کے اُس نظام کی طرف اشارہ ہے جس کے بغیر پرندوں کا اڑنا ممکن نہیں تھا۔

۵۲؎ یعنی خدا کے علم و حکمت اور رحمت و ربوبیت کی نشانیاں ہیں۔ اصل میں 'لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ' کے الفاظ آئے ہیں۔ اِن میں فعل ارادۂ فعل کے معنی میں ہے۔ ہم نے ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

۵۳؎ یہ چمڑے کے اُن خیموں کا ذکر ہے جن کا رواج عرب میں بہت رہا ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلاً وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ سَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمُ الۡحَرَّ وَسَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمۡ بَاۡسَكُمۡ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۸۲﴾ يَعۡرِفُوۡنَ نِعۡمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنۡكِرُوۡنَهَا وَاَكۡثَرُهُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۳﴾

اور اللہ ہی نے تمھارے لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سایے بنائے ہیں اور پہاڑوں میں تمھارے لیے پناہ گاہیں بنائی ہیں[55] اور تمھارے لیے ایسے لباس بنائے ہیں جو تم کو (تمھارے ملک کی) گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے لباس بنائے ہیں جو آپس کی لڑائی میں تمھاری حفاظت کرتے ہیں۔ اِسی طرح اللہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ اُس کے فرماں بردار بنو[56]۔۸۱

اِس کے باوجود یہ لوگ اگر منہ موڑتے ہیں تو، (اے پیغمبر)، تم پر صاف صاف پہنچا دینے ہی کی ذمہ داری ہے۔ (اِس کا نتیجہ یہ خود بھگتیں گے، اِس لیے کہ) یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، پھر اُن سے انجان بن جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن میں اکثر ناشکرے ہیں۔۸۲-۸۳

۵۴؎ یعنی کوچ کرنا ہو تو نہایت آسانی کے ساتھ تہ کر کے اٹھا لے جاتے ہو اور قیام پیش نظر ہو تو اِسی طرح آسانی کے ساتھ، جہاں چاہتے ہو، ڈیرا ڈال دیتے ہو۔

۵۵؎ یعنی غار جو زمین پر انسان کی اولین پناہ گاہ بنے ہیں۔

۵۶؎ مطلب یہ ہے کہ ہر ہر پہلو سے تمھاری ضرورتوں کو پورا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ اِس پورے سلسلۂ بیان میں جو چیزیں بھی مذکور ہوئی ہیں، اُن میں اہل عرب اور اُن کی بدویانہ زندگی کی رعایت ملحوظ ہے۔ اِس کلام کے اولین مخاطب وہی تھے۔ قرآن میں یہ چیز ایسے تمام مقامات پر پیش نظر رہنی چاہیے، اِس لیے کہ کلام کے حسن اور اُس کے اثر کا صحیح اندازہ اِسی سے ہوتا ہے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

جاوید احمد غامدی
تحقیق و تخریج: محمد حسن الیاس

جنت کے اعمال

۱۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ،[1] قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ’مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ[2] أَنَّہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، دَخَلَ الْجَنَّۃَ‘.[3]

۲۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ:[4] أَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ – وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِیْفُہُ عَلَی الرَّحْلِ– ’قَالَ: یَا مُعَاذُ‘، قَالَ: لَبَّیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ، قَالَ: ’یَا مُعَاذُ‘، قَالَ: لَبَّیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ، قَالَ: ’یَا مُعَاذُ‘، قَالَ: لَبَّیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ، قَالَ: ’مَا مِنْ عَبْدٍ یَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ [مُوْقِنًا مِنْ قَلْبِہِ][5] إِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ‘،[6] قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، أَفَلَا أُخْبِرُ بِھَا النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: ’إِذًا یَتَّکِلُوْا‘.[7] فَأَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہِ تَأَثُّمًا.

۳۔عَنْ عُبَادَۃِ بْنِ الصَّامِتِ،[8] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ’مَنْ قَالَ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ، وَأَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ [وَرَسُوْلُہُ]،[9] وَابْنُ أَمَتِہِ، وَکَلِمَتُہُ أَلْقَاھَا إِلٰی مَرْیَمَ، وَرُوْحٌ مِّنْہُ، وَأَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ، [وَأَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ][10] أَدْخَلَہُ اللّٰہُ مِنْ أَيِّ

أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ،[عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ‘]. [11]

٤ ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ:[12] أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ،[13] [وَصُمْتُ رَمَضَانَ]،[14] وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ،[15] [وَلَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا]،[16] أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’نَعَمْ‘. [قَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا]. [17]

٥ ـ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ:[18] أَنَّ أَعْرَابِيًّا[19] عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [بَيْنَ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ][20] فَأَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِزِمَامِهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْ يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ [فَقَالَ الْقَوْمُ: مَا لَهُ مَا لَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’أَرَبٌ مَا لَهُ‘]،[21] فَكَفَّ النَّبِيُّ، ثُمَّ نَظَرَ فِيْ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قَالَ: ’لَقَدْ وُفِّقَ، أَوْ لَقَدْ هُدِيَ‘. قَالَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [’وَاللّٰهِ لَئِنْ كُنْتَ أَوْجَزْتَ الْمَسْأَلَةَ، لَقَدْ عَظَّمْتَ أَوْ أَطْوَلْتَ]،[22] تَعْبُدُ اللّٰهَ،[23] لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، [وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ]،[24] [وَتَحُجُّ الْبَيْتَ]،[25] وَتَصِلُ الرَّحِمَ،[26] [وَتُحِبُّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ]،[27] دَعِ النَّاقَةَ‘. [قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا].[28] [فَلَمَّا أَدْبَرَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ‘].[29]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۔عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی موت اِس حالت میں آئے کہ وہ جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے[۱]، وہ جنت میں داخل ہوگا[۲]۔

۲۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے کہ آپ نے اُن کو مخاطب کرکے فرمایا: اے معاذ، معاذ نے عرض کیا: میں آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہوں، یارسول اللہ۔ آپ نے پھر فرمایا: اے معاذ، معاذ نے پھر عرض کیا: میں خدمت کے لیے حاضر ہوں، یارسول اللہ۔ آپ نے پھر فرمایا: اے معاذ، معاذ نے عرض کیا: میں موجود ہوں آپ کی خدمت کے لیے، اے اللہ کے رسول۔[۳] آپ نے فرمایا: ہر وہ بندہ جو دل کے پورے یقین کے ساتھ اِس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں[۴]، اللہ اُس پر دوزخ کو حرام کردے گا۔ معاذ نے عرض کیا: یارسول اللہ، میں یہ بات لوگوں کو بتا نہ دوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا کرو گے تو لوگ اِسی پر بھروسا کرکے بیٹھ جائیں گے[۵]۔ چنانچہ معاذ نے یہ بات اپنی موت کے وقت بیان کی اور وہ بھی اِس اندیشے سے کہ وہ گناہ گار نہ ٹھیرا دیے جائیں[۶]۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۳۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو یہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں، اور عیسیٰ بھی اُس کے بندے اور اُس کے رسول، اُس کی بندی کے بیٹے اور اُس کا ایک قول ہیں جو اُس نے مریم کی طرف القا فرمایا تھا اور اُس کی جانب سے ایک روح جو اُس میں پھونک دی گئی تھی[۷]، اور گواہی دیتا ہوں کہ جنت برحق ہے، دوزخ برحق ہے اور قیامت میں اٹھایا جانا برحق ہے[۸]، اللہ اُسے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے، جس سے وہ چاہے گا، داخل کرے گا، خواہ اُس کے اعمال کچھ ہوں[۹]۔

۴۔جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنھوں نے فرمایا: نعمان بن قوقل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول، آپ کیا فرمائیں گے، اگر میں فرض نمازیں پڑھوں،

رمضان کے روزے رکھوں، حرام چیزوں کو اپنے اوپر حرام ٹھیراؤں اور حلال کو حلال جانوں، پھر اِن پر اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کروں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کے جواب میں فرمایا: ہاں۔[10] نعمان بن قوقل نے کہا: خدا کی قسم، میں اپنی طرف سے اِن پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔

۵۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان کسی جگہ تھے کہ ایک دیہاتی سامنے آ گیا۔ اُس نے آگے بڑھ کر آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی، پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول، یا عرض کیا: اے محمد، مجھے وہ چیز بتائیے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔[11] (آپ کی سواری اِس طرح روک لینے پر لوگوں کو تعجب ہوا)۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: اِسے کیا ہوا، اِسے کیا ہوا ہے؟ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسے کوئی ضرورت لاحق ہے۔ پھر آپ نے سواری روک لی (اور اُس کی بات سنی)، پھر اپنے صحابہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اِسے توفیق ارزانی ہوئی ہے یا فرمایا: اِسے ہدایت نصیب ہوئی ہے، (یہ دین کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہے)۔[12] آپ نے اُس سے کہا: تم نے ابھی کیا کہا تھا؟[13] راوی کا بیان ہے کہ اُس نے اپنی بات دہرائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جواب میں فرمایا: بخدا تمھارا سوال اگرچہ مختصر ہے، لیکن بات بہت بڑی ہے۔ تم اللہ کی بندگی کرو گے، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراؤ گے، فرض نماز کا اہتمام رکھو گے، لازمی زکوٰۃ ادا کرو گے، رمضان کے روزے رکھو گے، بیت اللہ کا حج کرو گے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرو گے،[14] جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی لوگوں کے لیے پسند کرو گے، اور جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے، اُسے لوگوں کے لیے بھی پسند نہیں کرو گے۔[15] اچھا، اب میری اونٹنی کو جانے دو۔[16] اُس نے کہا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، آپ نے جو کچھ ہدایت فرمائی ہے، میں اُس پر اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ وہ نکیل چھوڑ کر جانے کے لیے پلٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسے جو کچھ بتایا گیا ہے، یہ اُس پر عمل پیرا رہا تو جنت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

میں جائے گا۔[17]

ترجمے کے حواشی

۱۔یعنی پورے شعور کے ساتھ اِس بات کو سمجھتا ہو کہ نہ کوئی خدا کی ذات سے ہے، نہ خدا کسی کی ذات سے ہے اور نہ خلق میں یا مخلوقات کی تدبیر امور میں کسی کا کوئی حصہ ہے۔لہٰذا اللہ ہی تنہا معبود ہے، اُس کا کوئی ہم سر نہیں ہے۔

۲۔یہی بشارت قرآن میں بھی دی گئی ہے۔چنانچہ سورۂ نساء (۴) کی آیت ۴۸ میں فرمایا ہے: 'اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ، وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ'' ''اللہ اِس بات کو نہیں بخشے گا کہ (جانتے بوجھتے) کسی کو اُس کا شریک ٹھیرایا جائے۔اِس کے نیچے، البتہ جس کے لیے جو گناہ چاہے گا، (اپنے قانون کے مطابق) بخش دے گا۔''

اِس کی وجہ کیا ہے؟ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...جس طرح تمام خیر کا منبع توحید ہے، یعنی خدا کی ذات، صفات اور اُس کے حقوق میں کسی کو ساجھی نہ ٹھیرانا، اِسی طرح تمام شر کا منبع شرک ہے، یعنی خدا کی ذات، صفات اور اُس کے حقوق میں کسی کو شریک ٹھیرانا۔توحید پر قائم رہتے ہوئے انسان اگر کوئی ٹھوکر کھاتا ہے تو وہ غلبۂ نفس و جذبات سے اتفاقی ہوتی ہے۔یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی ہی کو اوڑھنا بچھونا بنا لے۔اِس وجہ سے وہ گرنے کے بعد لازماً اٹھتا ہے۔برعکس اِس کے شرک کے ساتھ اگر کسی سے کوئی نیکی ہوتی ہے تو وہ اتفاقی ہوتی ہے جس کا اصل منبع خیر، یعنی خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اِس وجہ سے وہ بے بنیاد ہوتی ہے۔مشرک خدا سے کٹ جانے کی وجہ سے لازماً اپنی باگ نفس اور شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے، اِس وجہ سے وہ درجہ بدرجہ صراط مستقیم سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ اُس کے لیے خدا کی طرف لوٹنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہ جاتا تا آنکہ وہ شرک سے توبہ کرے۔اِس وجہ سے خدا کے ہاں شرک کی معافی نہیں ہے۔البتہ توحید کے ساتھ اگر کسی سے گناہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا، معاف فرما دے گا۔'' (تدبر قرآن ۲/ ۳۸۷)

۳۔آپ کو یہ تردد لاحق تھا کہ آپ جو بات فرمانے والے ہیں، اُس سے لوگ کہیں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔یہ دو تین مرتبہ پکارنا اُسی تردد کا اظہار ہے۔

۴۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ جان لینے کے بعد کہ آپ خدا کے رسول ہیں، خدا کو ماننے والا کوئی شخص آپ کا انکار نہیں کر سکتا۔گویا پہلی روایت میں جو بات مضمر تھی، یہاں اُسے کھول دیا گیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۵۔یعنی عمل کو چھوڑ کر گناہوں پر جری ہو جائیں گے۔ چنانچہ خدا کے مقابلے میں سرکشی کے مجرم قرار پائیں گے جس کی معافی آسان نہیں ہے۔

۶۔یعنی اِس بات کے گناہ گار کہ اُنھوں نے لوگوں کو ایک خوش خبری سے محروم رکھا، دراں حالیکہ اب وہ علم و عمل میں ایسے پختہ ہو چکے تھے کہ اُن کے کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔

۷۔یہ اضافہ مخاطبین کی رعایت سے ہے جو غالباً یہود و نصاریٰ ہوں گے۔اُن کے لیے، ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے ساتھ مسیح علیہ السلام کے بارے میں اِن حقائق کا اقرار بھی ضروری تھا، اِس لیے کہ اِس سے پہلے وہ اِن حقائق کے منکر یا اِن سے متعلق بعض غلط فہمیوں میں مبتلا رہے تھے۔

۸۔خدا پر ایمان کا ایک لازمی تقاضا آخرت پر ایمان بھی ہے۔ یہاں چونکہ تفصیل کا موقع ہے، اِس لیے آپ نے اِس کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

۹۔دوسری روایتوں میں تصریح ہے کہ اگرچہ اُس نے چوری کی ہو یا زنا کا ارتکاب کیا ہو۔ اِس کی وجہ وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ کسی سچے موحد کے بارے میں یہ تصور بھی محال ہے کہ ایسے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو جانے کے بعد اُس کے دل و دماغ ندامت کے احساس اور توبہ و اصلاح کے ارادے سے خالی رہے ہوں۔ یہ بشارت اِسی طرح کے موحدین کے لیے اور اُسی صورت میں ہے، جب اِس سے کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو رہی ہو۔قرآن میں تصریح ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے، لہٰذا یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی کی حق تلفی کے ازالے یا اُس کے جان و مال اور آبرو کے خلاف زیادتی کی تلافی کے بغیر کسی مجرم کو معاف کر دیا جائے۔

۱۰۔ یہ جواب مخاطب کے لحاظ سے ہے۔ اُس نے زکوٰۃ اور حج کا ذکر غالباً اِس لیے نہیں کیا کہ زکوٰۃ مال کے ساتھ ہے اور حج اُسی وقت فرض ہوتا ہے، جب کوئی شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔نعمان بن قوقل جو کچھ کر سکتے تھے، اُنھوں نے اُسی کا ذکر کر کے پوچھا ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب بھی اُسی کے لحاظ سے دیا ہے۔ اِس طرح کے موقعوں پر ہر چیز کا احاطہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۱۱۔ دین میں جس چیز کو نصب العین کی حیثیت حاصل ہے، وہ یہی ہے۔خدا کے پیغمبر اِسی نصب العین تک پہنچنے کی دعوت کے لیے مبعوث کیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ اور قرآن کے انذار نے یہ نصب العین اپنے مخاطبین کے لیے کس درجہ واضح کر دیا تھا، اِس کا کچھ اندازہ اِس سوال سے کیا جا سکتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۲۔یعنی خدا نے اِسے توفیق ارزانی کی یا اِس کی رہنمائی فرمائی ہے کہ یہ مجھ سے وہی چیز لینے آیا ہے جو لوگوں کو میرے پاس لینے کے لیے آنا چاہیے۔

۱۳۔یہ آپ نے اِس لیے فرمایا کہ دوسرے بھی سن لیں اور اُنھیں یاددہانی ہو کہ پوچھنے کی اصل بات کیا ہے۔

۱۴۔یعنی اُن کا حق پہچانو گے اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرو گے۔

۱۵۔یہ جامع ترین تعبیر ہے جس نے تمام اخلاقیات کا احاطہ کر لیا ہے۔انسان کی فطرت میں برائی اور بھلائی کا جو شعور ودیعت کیا گیا ہے، یہ اُسی کا ظہور ہے۔ اِس کی بنیاد پر، ہم اگر چاہیں تو اُن سب اوامر و نواہی کی فہرست خود مرتب کر سکتے ہیں جو اِس باب میں بیان ہوئے ہیں۔

۱۶۔یہ غایت درجہ محبت کا اسلوب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کریم النفسی پر دلالت کرتا ہے۔

۱۷۔یہ توحید و رسالت پر ایمان کے تقاضے ہیں جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اِس سے واضح ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے، الاّ یہ کہ کسی شخص کو اللہ اُس کے کسی خیر کے پیش نظر معاف فرما دے، جیسا کہ قرآن کی بعض آیتوں اور اوپر کی روایتوں سے متبادر ہوتا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متن کے حواشی

۱۔اس حدیث کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۱۴ سے لیا گیا ہے۔اِس کے راوی عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔اُن سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۱۰۶۴۱۔مسند احمد، رقم ۴۵۱، ۴۸۴۔السنن الکبریٰ، نسائی رقم ۱۰۴۳۹-۱۰۴۴۰۔صحیح ابن حبان، رقم ۲۰۳۔مستخرج، ابی عوانہ، رقم ۸۔المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۱۶۹۸۔

اِسی مضمون کو جن دوسرے صحابہ نے نقل کیا ہے، وہ یہ ہیں: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

اِن صحابہ سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

مسند طیالسی، رقم ۴۴۰۔ مسند اسحاق، رقم ۱۷۳۔ مسند احمد، رقم ۱۳۲۹۹، ۲۱۴۶۷، ۲۰۸۹۳، ۲۲۹۰۳، ۳۴۹۴، ۱۰۴۵۹، ۱۰۸۹۸، ۱۱۵۴۱، ۱۵۴۲۴، ۱۹۱۶۰۔ صحیح بخاری، رقم ۱۱۶۷، ۳۰۰۱۔ صحیح مسلم، رقم ۱۴۰-۱۴۱۔ سنن ابوداؤد، رقم ۱۱۷۲۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۶۶۸۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۴۱۴۳۔ مسند شاشی، رقم ۱۰۷۷، ۱۳۰۱۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۸۲۷۲، ۱۶۵۱۸، ۹۹۲۳۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۷۹۶، ۶۶۹۶، ۲۱۸۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم، ۱۹۱۲۴، ۱۹۱۲۵۔ مسند حمیدی، رقم ۳۶۴۔

۲۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی بعض طرق، مثلاً السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۰۴۳۹ میں 'یَعۡلَمُ' کے بجاے 'یَشۡهَدُ' ''وہ گواہی دیتا ہے'' نقل ہوا ہے۔ اُنھی سے مروی بعض طرق، مثلاً ابن خزیمہ کی التوحید، رقم ۵۱۷ میں 'عَلِمَ' بھی منقول ہے۔

۳۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۹ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دو دفعہ دہرائی۔

۴۔ اِس حدیث کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۵۰ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے اِس روایت کو جن کتابوں میں نقل کیا گیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

مسند احمد، رقم ۱۲۱۵۶، ۱۵۱۴۶، ۲۱۴۳۹۔ صحیح بخاری، رقم ۱۲۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۴۷۳، ۱۰۴۶۰۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۲۴، ۳۰۳۶۔ مسند شاشی، رقم ۱۲۶۰۔

یہی مضمون جن دوسرے صحابہ سے نقل ہوا ہے، وہ یہ ہیں: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابوعمرہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

اِن صحابہ سے یہ روایت درج ذیل مصادر میں منقول ہے:

مسند طیالسی، رقم ۲۰۶۴۔ مسند احمد، رقم ۲۱۴۳۹۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۳۱۸۲۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۰۴۶۰۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۶۵۲۱، ۱۶۵۳۵، ۱۶۶۷۳۔ المعجم الصغیر، طبرانی، رقم ۷۳۵، ۲۰۶۴۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۱۵۲۱۔

۵۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۰۴۶۰۔

۶۔ مسند احمد، رقم ۱۲۱۵۲ میں 'فَلَنۡ تَطۡعَمَهُ النَّار' ''تو اُس کو آگ ہرگز نہیں کھائے گی'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت جبریل امین نے دی اور آپ نے آگے صحابہ کو دے دی۔ مسند شامیین، طبرانی، رقم ۵۲۵ میں یہ واقعہ اِس طرح بیان ہوا ہے کہ صحابہ ایک غزوہ میں شریک تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا، اور اُن کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ آپ نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا، پھر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فرمایا: جانتے ہو، میں نے اللہ اکبر کیوں کہا اور کیوں مسکرایا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ابھی جبریل آئے تھے، اُنھوں نے میری سواری کی لگام تھامی اور کہا: اے محمد، اپنی امت کو خوش خبری دے دو کہ جس شخص کو موت اِس حالت میں آئے کہ وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ اُس پر دوزخ کو حرام کر دے گا۔

۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول بعض روایات، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۴۹ میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس بشارت کے اعلان عام کی اجازت دے دی تھی، مگر عمر رضی اللہ عنہ نے یہی بات کہہ کر آپ سے درخواست کی کہ یہ نہ کریں۔ اُن کے الفاظ ہیں: 'فَإِنِّیْ أَخْشٰی أَنْ یَتَّکِلَ النَّاسُ'' ''مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اِسی پر بھروسا کر کے نہ بیٹھ رہیں''۔ چنانچہ آپ رک گئے۔ اِس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ معاذ بن جبل سے یہ گفتگو غالباً اِس واقعہ کے بعد ہوئی ہے۔

انس بن مالک سے مروی بعض طرق، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۴۸ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مکالمہ اِس طرح نقل ہوا ہے: 'قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ؟ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ أَنْ یَعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، قَالَ: یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، قُلْتُ: لَبَّیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ، قَالَ: هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ، إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ؟ قُلْتُ: اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ لَّا یُعَذِّبَهُمْ'' ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ معاذ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو سنو، وہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھیرایا جائے۔ کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے کہا: اے معاذ، معاذ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول، میں آپ کی خدمت کے لیے موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو، جب بندے یہ کر لیں تو اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ معاذ نے پھر عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ اللہ اُنھیں عذاب نہ دے۔''

۸۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۴۴ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت جن مصادر میں نقل ہوئی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

مسند احمد، رقم ۲۲۰۶۹۔ صحیح بخاری، رقم ۳۲۰۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۰۴۵۷، ۱۰۶۱۹۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۷۔ مسند شاشی، رقم ۱۱۵۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۲۰۶۹۔ مسند شامیین، طبرانی، رقم ۳۲۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۹۔صحیح بخاری، رقم ۳۲۰۴۔

۱۰۔مسند شامیین، طبرانی، رقم ۵۴۳۔

۱۱۔صحیح بخاری، رقم ۳۲۰۴۔بعض دوسری روایات، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۱۱۶۷ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل ہوئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص اللہ کو الٰہ مانے اور اِس بات کا اقرار کرے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، وہ بہرکیف جنت میں جائے گا، اگرچہ اُس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔

۱۲۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۲۰ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔اُن سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

مسند احمد، رقم ۱۴۳۹۴، ۱۴۷۴۷۔مسند ابی یعلیٰ، رقم ۱۹۴۰، ۲۲۹۵۔مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵۔المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۸۶۰۷۔مستخرج ابی نعیم، رقم ۹۶-۹۷۔السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۹۷۰۵۔

۱۳۔مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵ میں 'إِنْ صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ' ''اگر میں لازمی نمازیں پڑھوں'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

۱۴۔صحیح مسلم، رقم ۲۱۔

۱۵۔بعض روایتوں، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۲۱ میں 'وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ' ''میں حلال کو حلال جانوں'' مقدم ذکر ہوا ہے اور 'وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ' ''حرام چیزوں کو اپنے اوپر حرام ٹھیراؤں'' موخر ہے۔

۱۶۔صحیح مسلم، رقم ۲۱۔

۱۷۔صحیح مسلم رقم ۲۱۔

۱۸۔اِس روایت کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۱۷ سے لیا گیا ہے۔اِس کے راوی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

اُن سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں منقول ہے:

مسند احمد، رقم ۲۲۹۱۷، ۲۲۹۲۹۔ صحیح بخاری، رقم ۱۵۵۵۱۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۶۴۔ مسند شاشی، رقم ۱۰۴۸۔صحیح ابن حبان، رقم ۴۴۲، ۳۳۲۷۔المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۸۲۶-۳۸۲۷۔

یہی مضمون متعدد صحابہ سے نقل ہوا ہے۔اُن کے نام یہ ہیں: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، صخر بن قعقاع رضی اللہ عنہ، عبد اللہ سلمی رضی اللہ عنہ، اسد بن کرز رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اِن صحابہ سے یہ روایت درج ذیل مصادر میں نقل ہوئی ہے:
مسند احمد ۱۱۳۸۱۔ صحیح بخاری، رقم ۵۵۵۱۔ صحیح مسلم، رقم ۱۹۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۳۳۳۷۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۶۶۸۶۔

۱۹۔ یہ اعرابی کون تھے؟ اِس میں اختلاف ہے۔ طبرانی کی المعجم الکبیر، رقم ۱۳۳۳۷ کے مطابق اِن کا نام صخر بن قعقاع تھا۔ اِس کے برخلاف عبداللہ سلمی اور اسد بن کرز کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اُن کے ساتھ پیش آیا تھا۔ چنانچہ حتمی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ متعدد واقعات ہیں یا ایک ہی شخص کا واقعہ ہے جس کے نام کی تعیین میں اختلاف ہو گیا ہے۔

۲۰۔ یہ اضافہ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۳۳۳۷ میں صخر بن قعقاع رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ بعض دوسری روایات، مثلاً معرفۃ الصحابہ، رقم ۴۰۰۷ میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ عرفات میں تھے۔

۲۱۔ صحیح بخاری، رقم ۵۵۵۱۔

۲۲۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۳۳۳۷۔

۲۳۔ صحیح ابن حبان، رقم ۳۳۲۷ میں یہاں 'تَعۡبُدُ' ''تم اللہ کی عبادت کرو گے'' کے بجائے 'أُعۡبُدِ اللّٰہَ' ''تم اللہ کی عبادت کرو'' بہ صیغۂ امر روایت ہوا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۲۴۔ یہ اضافہ صحیح بخاری، رقم ۱۳۱۵ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ بعض روایات، مثلاً المعجم الکبیر، رقم ۱۳۳۳۷ میں یہاں صخر بن قعقاع رضی اللہ عنہ سے 'أَقِمِ الصَّلٰوۃَ' ''تم نماز قائم کرو'' اور 'أَدِّ الزَّکٰوۃَ' ''تم زکوٰۃ ادا کرو'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

۲۵۔ یہ اضافہ معجم الصحابہ، رقم ۷۸۷ میں عبداللہ سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت سے لیا گیا ہے۔

۲۶۔ صحیح مسلم، رقم ۱۸ میں یہاں 'وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ' ''اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرو'' کے الفاظ روایت ہوئے ہیں۔

۲۷۔ معجم الصحابہ، رقم ۷۸۷۔

۲۸۔ یہ اضافہ صحیح بخاری، رقم ۱۳۱۵ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔

۲۹۔ صحیح مسلم، رقم ۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول بعض روایات، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۱۳۱۵ میں اِس جگہ یہ الفاظ ہیں: 'مَنۡ سَرَّہُ أَنۡ یَّنۡظُرَ إِلٰی رَجُلٍ مِنۡ أَهۡلِ الۡجَنَّةِ، فَلۡيَنۡظُرۡ إِلٰی هٰذَا' ''جو شخص جنت کے لوگوں میں

سے کسی کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ اِس آدمی کو دیکھ لے''۔

المصادر والمراجع

إبن حبان، أبو حاتم بن حبان. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان.** ط٢. تحقيق:شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

إبن حجر، على بن حجر أبو الفضل العسقلانى. (١٣٧٩هـ). **فتح البارى شرح صحيح البخارى.** (د.ط). تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقى. بيروت: دار المعرفة.

إبن قانع. (١٤٨١هـ /١٩٩٨م). **المعجم الصحابة** .ط١. تحقيق:حمدى محمد. مكة مكرمة: نزار مصطفى الباز.

إبن ماجه. ابن ماجة القزوينى.(د.ت). **سنن ابن ماجة.** ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقى. بيروت: دار الفكر.

إبن منظور، محمد بن مكرم بن الأفريقى. (د.ت). **لسان العرب.** ط١. بيروت: دار صادر.

أبو نعيم. (د.ت). **معرفة الصحابه.**ط١. تحقيق: مسعد السعدنى. بيروت: دارالكتاب العلمية.

أحمد بن محمد بن حنبل الشيبانى. (د.ت). **مسند أحمد بن حنبل.** ط١. بيروت: دار إحياء التراث العربى.

أحمد بن محمد بن حنبل الشيبانى.(د.ت). **مسند أحمد بن حنبل.** ط ١. بيروت: دار إحياء التراث العربى.

البخارى، محمد بن إسماعيل. (١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م). **الجامع الصحيح.**ط٣. تحقيق: مصطفٰى ديب البغا. بيروت: دار إبن كثير.

بدر الدين العينى. **عمدة القارى شرح صحيح البخارى.** (د.ط). بيروت: دار إحياء التراث العربى.

البيهقى، أحمد بن الحسين البيهقى.(١٤١٤هـ/١٩٩٤م). **السنن الكبرىٰ لبيهقى.**ط١.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تحقیق: محمد عبد القادر عطا. مكة المكرمة: مكتبة دار الباز.

السیوطی، جلال الدین السیوطی. (١٤١٦هـ/ ١٩٩٦م). **الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج**. ط ١. تحقیق: أبو اسحٰق الحوینی الأثری. السعودیة: دار إبن عفان للنشر والتوزیع.

الشاشی، الهیثم بن کلیب. (١٤١٠هـ). **مسند الشاشی**. ط ١. تحقیق: محفوظ الرحمٰن زین اللّٰه. المدینة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

محمد القضاعی الکلبی المزی. (١٤٠٠هـ/ ١٩٨٠م). **تهذیب الکمال فی أسماء الرجال**. ط ١. تحقیق: بشار عواد معروف. بیروت: مؤسسة الرسالة.

مسلم، مسلم بن الحجاج. (د.ت). **صحیح المسلم**. ط ١. تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی. بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

النسائی، أحمد بن شعیب. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **سنن النسائی الصغرٰی**. ط ٢. تحقیق: عبدالفتاح أبو غدة. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامیة.

النسائی. أحمد بن شعیب. (١٤١١هـ/١٩٩١م). **السنن الکبریٰ للنسائی**. ط ١. تحقیق: عبد الغفار سلیمان البنداری، سید کسروی حسن. بیروت: دار الکتب العلمیة.

”...آدمی روزے کی حالت میں اپنے اوپر کچھ مزید پابندیاں عائد کر کے اور دوسروں سے الگ تھلگ ہو کر چند دنوں کے لیے مسجد میں بیٹھ جائے اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کرے۔ اصطلاح میں اِسے اعتکاف کہا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ رمضان کے روزوں کی طرح لازم تو نہیں کیا گیا، لیکن تزکیۂ نفس کے نقطۂ نظر سے اِس کی بڑی اہمیت ہے۔“

(میزان، جاوید احمد غامدی ۳۵۴)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جاوید احمد غامدی

تحقیق و تخریج: محمد عامر گزدر

ایمان کی حلاوت

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

١ ـ عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: 'لَا يَجِدُ عَبْدٌ طَعْمَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ'.[1]

٢ ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[2] 'مَنْ سَرَّهُ[3] أَنْ يَّجِدَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ[4] فَلْيُحِبَّ الْعَبْدَ[5] لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ'.

٣ ـعَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[6] 'ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ[7] [وَطَعْمَهُ]:[8] أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا،[9] وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ[10] لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ،[11] وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّوْقَدَ لَهُ نَارٌ فَيُقْذَفَ فِيْهَا'.[12]

٤ ـعَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:[13] 'ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا'.[14]

۱۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ ایمان کی لذت اُسی وقت پاتا ہے، جب وہ خدا کے سب فیصلوں پر پورا ایمان رکھے۔[۱]

۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ محبوب ہو کہ ایمان کا ذائقہ چکھے، اُسے چاہیے کہ بندوں سے محبت کرے تو صرف خدا کے لیے محبت کرے۔[۲]

۳۔انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین باتیں ہوں، اُس نے ایمان کی حلاوت پالی اور اُس کا ذائقہ چکھ لیا: ایک یہ کہ اللہ اور اُس کا رسول اُسے اُن کے سوا ہر شخص سے بڑھ کر محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ لوگوں سے محبت کرے تو صرف خدا کے لیے محبت کرے، تیسرے یہ کہ جب اللہ نے اُس کو کفر سے نکال لیا تو اُس کی طرف لوٹنا اُسے ایسا ناگوار ہو، جس طرح یہ ناگوار ہے کہ اُس کے لیے آگ بھڑکائی جائے اور اُس کو اُس میں ڈال دیا جائے۔

۴۔عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو اِس بات پر راضی ہو گیا کہ اُس کا رب اللہ، اُس کا دین اسلام اور محمد اللہ کے رسول ہیں،[۳] اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ترجمے کے حواشی

۱۔یعنی اُن کو خدا کی طرف سے سمجھے، اُن میں اپنے لیے ہمیشہ خیر کی امید رکھے، اُن کی ہر سختی میں خدا ہی سے رجوع کرے اور اپنے آپ کو اُسی کے حوالے کر دے۔

۲۔یعنی دوستی اور محبت کے دنیوی داعیات کے لیے نہیں، بلکہ صرف خدا کے لیے۔ یہ، ظاہر ہے کہ اُسی وقت ہو سکتا ہے، جب خدا پر سچا ایمان ہو اور اُس کی محبت ہر محبت سے بڑھ گئی ہو۔

۳۔یعنی طوعاً وکرہاً مان نہیں لیا، بلکہ دل و دماغ کے پورے اطمینان کے ساتھ اِن حقائق کو تسلیم کیا اور سچے جذبات کے ساتھ اِن سے وابستہ ہو گیا۔

متن کے حواشی

۱۔ مسند طیالسی، رقم ۱۶۵۔ اِس کے راوی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۱۰۷۳۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت جن کتابوں میں نقل ہوئی ہے، وہ یہ ہیں: مسند طیالسی، رقم ۲۶۱۷۔ مسند ابن جعد، رقم ۱۷۰۸۔ مسند اسحاق، رقم ۲۵۳، ۳۶۶۔ مسند احمد، رقم ۷۹۶۷، ۱۰۷۳۸۔ مستدرک حاکم، رقم ۳۔

۳۔ بعض روایات، مثلاً مسند اسحاق، رقم ۲۵۳ اور مسند احمد، رقم ۷۹۶۷ میں یہاں 'سَرَّهُ' کے بجاے 'أَحَبَّ' کا لفظ نقل ہوا ہے۔ دونوں تعبیریں کم و بیش ایک ہی مفہوم رکھتی ہیں۔

۴۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند اسحاق، رقم ۲۵۳ اور مستدرک حاکم، رقم ۳ میں یہاں 'طَعْمَ الْإِيْمَانِ' ''ایمان کا ذائقہ'' کے بجاے 'حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ' ''ایمان کی حلاوت'' کا لفظ نقل ہوا ہے۔ معنی کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۵۔ بعض روایات، مثلاً مسند ابن جعد، رقم ۱۷۰۸ اور مسند احمد، رقم ۷۹۶۷ میں یہاں 'الْعَبْدَ' ''بندوں'' کے بجاے 'الْمَرْءَ' ''لوگوں'' کا لفظ منقول ہے۔ الف لام یہاں جنس کا ہے، اِس لیے ترجمہ اُسی رعایت سے کیا گیا ہے۔

۶۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۱۲۰۰۲ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت اسلوب و تعبیر کے کچھ فرق کے ساتھ درج ذیل مراجع میں نقل ہوئی ہے:

مسند طیالسی، رقم ۲۰۷۱۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۰۲، ۱۲۷۶۵، ۱۲۷۸۳، ۱۳۴۰۷، ۱۳۵۹۲، ۱۳۹۱۲، ۱۴۰۷۰۔ صحیح بخاری، رقم ۱۶، ۲۱، ۶۰۴۱، ۶۹۴۱۔ صحیح مسلم، رقم ۴۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۳۳۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۲۴۔ سنن نسائی، رقم ۴۹۸۷-۴۹۸۹۔ مسند بزار، رقم ۶۲۲۱، ۶۶۰۶، ۶۸۱۶، ۱۴۰۷۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۲۸۱۳، ۳۰۰۰-۳۰۰۱، ۳۱۴۲، ۳۲۵۶، ۳۲۵۹، ۳۲۷۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۳۷-۲۳۸۔ مستخرج ابی نعیم، رقم ۱۵۹، ۱۶۱-۱۶۳۔

۷۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۴۳ میں یہاں 'حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ' ''ایمان کی حلاوت'' کے بجاے 'طَعْمَ الْإِيْمَانِ' ''ایمان کا ذائقہ'' کے الفاظ ہیں، جبکہ سنن نسائی کی ایک روایت، رقم ۴۹۸۹ میں 'حَلَاوَةَ الْإِسْلَامِ' ''اسلام کی حلاوت'' کے الفاظ منقول ہیں۔ مسند بزار، رقم ۶۲۲۱ میں یہاں 'فَقَدْ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ' ''تو اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا'' کے الفاظ ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۸۔ سنن نسائی، رقم ۴۹۸۷۔

۹۔ بعض روایتوں میں یہ بات ذرا مختلف تعبیر کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر مسند طیالسی، رقم ۲۰۷۱ میں ہے: 'مَنْ يَكُنِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا '۔ صحیح بخاری، رقم ۲۱ کے الفاظ ہیں: 'مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا '۔ جبکہ مسند بزار، رقم ۶۲۲۱ میں ہے: 'مَنْ كَانَ لَا شَيْءَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ '۔ یہ سب تعبیرات کم و بیش اُسی مفہوم میں ہیں جو اوپر ترجمے میں بیان ہو گیا ہے۔

۱۰۔ الف لام یہاں بھی جنس کا ہے، اِس لیے ترجمہ ہم نے اُسی رعایت سے کیا ہے۔

۱۱۔ یہ بات بھی روایات میں متعدد الفاظ و اسالیب میں نقل ہوئی ہے۔ مثلاً مسند احمد، رقم ۱۳۵۹۲ میں یہاں 'الْمَرْءَ' ''لوگوں'' کے بجاے 'الْعَبْدَ' ''بندوں'' کا لفظ ہے۔ مسند طیالسی، رقم ۲۰۷۱ میں ہے: 'أَنْ يُّحِبَّ الرَّجُلُ الْعَبْدَ ' ''یہ کہ آدمی خدا کے بندوں کو محبوب رکھے''۔ مسند احمد، رقم ۱۲۷۸۳ میں یہ اسلوب ہے: 'وَأَنْ يُّحِبَّ الْعَبْدُ الْعَبْدَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ' ''اور یہ کہ بندہ خدا کے دوسرے بندوں کو محبوب رکھے''۔ صحیح بخاری، رقم ۲۱ میں ہے: 'مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ' ''جس نے کسی بندے سے محبت کی تو صرف خدا کے لیے محبت کی''۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۳۷ کے الفاظ ہیں: 'وَالرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا فِي اللّٰهِ ' ''اور آدمی لوگوں سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے محبت کرے''۔ جبکہ سنن نسائی، رقم ۴۹۸۷ یہ الفاظ منقول ہیں: 'وَأَنْ يُّحِبَّ فِي اللّٰهِ، وَأَنْ يُّبْغِضَ فِي اللّٰهِ ' ''اور یہ کہ اُس کی محبت اور نفرت اللہ کے لیے ہو''۔

۱۲۔ اِس صفت کے بیان میں بھی روایتوں کے الفاظ میں کافی تنوع ہے۔ مثال کے طور پر مسند احمد، رقم ۱۲۷۸۳ میں روایت ہوا ہے: 'وَأَنْ يَّكْرَهَ الْعَبْدُ أَنْ يَّرْجِعَ عَنِ الْإِسْلَامِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ' ''اور یہ کہ بندہ اپنے اسلام سے پلٹ جانے کو ایسا ناگوار سمجھے، جس طرح اُس کو یہ ناگوار ہے کہ اُس کو آگ میں جھونک دیا جائے''۔ مسند احمد، رقم ۱۳۵۹۲ کے الفاظ ہیں: 'وَأَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّعَادَ فِي الْكُفْرِ ' ''اور یہ کہ آگ میں ڈال دیا جانا اُس کو اِس سے زیادہ محبوب ہو کہ اُس کو کفر کی طرف لوٹا دیا جائے''۔ مسند طیالسی، رقم ۲۰۷۱ کے الفاظ ہیں: 'وَأَنْ يُّقْذَفَ الرَّجُلُ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ ' ''اور یہ کہ آدمی کو آگ میں جھونک دیا جائے، یہ اُس کو اِس سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ کفر کی طرف لوٹ جائے، جبکہ اللہ نے اُس کو اِس سے نکال لیا تھا''۔ سنن نسائی، رقم ۴۹۸۷ میں ہے: 'وَأَنْ تُوْقَدَ نَارٌ عَظِيمَةٌ فَيَقَعَ

فِيهَا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا‘‘اور یہ اُس کے لیے ایک بڑی آگ بھڑکائی جائے اور وہ اُس میں کود پڑے، یہ اُس کو اِس سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھیرائے‘‘۔ مسند احمد، رقم ۱۲۷۶۵ میں روایت ہوا ہے: ’وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ، بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ‘۔ سنن نسائی، رقم ۴۹۸۹ میں بیان ہوا ہے: ’وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ‘ ’’اور وہ جو کفر کی طرف لوٹنے کو اپنے لیے ایسا ناگوار سمجھتا ہے، جیسا آگ میں ڈال دیے جانے کو ناگوار سمجھتا ہے‘‘۔ مسند بزار، رقم ۶۲۲۱ کے الفاظ ہیں: ’وَمَنْ كَانَ أَنْ يُحَرَّقَ بِالنَّارِ لَأَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّدَعَ دِينَهُ‘ ’’اور وہ جو آگ میں بری طرح جلا دیے جانے کو اِس سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے کہ وہ دین اسلام کو چھوڑ دے‘‘۔ مسند احمد، رقم ۱۴۰۷۰ میں ہے: ’وَالرَّجُلُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا‘ ’’اور وہ آدمی جو آگ میں جھونک دیے جانے کو اپنے لیے اِس سے زیادہ پسند کرتا ہے کہ وہ دوبارہ یہودیت یا نصرانیت اختیار کر لے‘‘۔

بعض روایتوں، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۶۰۴۱ میں یہ حدیث اِس اسلوب میں بیان ہوئی ہے:

لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَحَتّٰى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ، وَحَتّٰى يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

’’ایمان کی حلاوت کوئی شخص اُسی وقت پاتا ہے، جب وہ لوگوں سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے محبت کرے، اور جب اُس کو آگ میں ڈال دیا جانا اِس سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ کفر کی طرف لوٹے، اِس کے بعد کہ اللہ نے اُس کو اُس سے نکال لیا تھا، اور جب اللہ اور اُس کا رسول اُسے اُن کے سوا ہر شخص سے بڑھ کر محبوب ہوں‘‘۔

۱۳۔ اس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۱۷۷۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت جن مصادر میں نقل ہوئی ہے، وہ یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۱۷۷۸، ۱۷۷۹۔ صحیح مسلم، رقم ۳۴۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۲۳۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۶۹۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۶۹۴۔ مستخرج ابی نعیم، رقم ۱۴۵۔ معرفۃ السنن والآثار، بیہقی رقم ۲۵۷۱۔

۱۴۔ بعض روایتوں، مثلاً سنن ترمذی، رقم ۲۶۲۳ اور مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۶۹۲ میں یہاں ’رَسُوْلًا‘ کے بجائے ’نَبِيًّا‘ کا لفظ روایت ہوا ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

المصادر والمراجع

إبن الجَعُد، على بن الجَعُد بن عبيد الجَوُهَرى البغدادى.(١٤١٠هـ/ ١٩٩٠م). **مسند ابن الجعد.** ط١.تحقيق: عامر أحمد حيدر. بيروت: مؤسسة نادر.

إبن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستى.(١٣٩٣هـ/١٩٧٣م).**الثقات.** ط١. حيدر آباد الدكن – الهند: دائرة المعارف العثمانية.

إبن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستى. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان.** ط٢. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

إبن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستى. (١٣٩٦هـ). **المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين.** ط١. تحقيق: محمود إبراهيم زايد. حلب: دار الوعى.

إبن حجر، أحمد بن على، أبو الفضل العسقلانى. (١٤١٥هـ). **الإصابة فى تمييز الصحابة.** ط١. تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض. بيروت: دار الكتب العلمية.

إبن حجر، أحمد بن على، أبو الفضل العسقلانى.(١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **تقريب التهذيب.** ط١. تحقيق: محمد عوامة. سوريا: دار الرشيد.

إبن حجر، أحمد بن على، أبو الفضل العسقلانى. (١٤٠٤هـ/١٩٨٤م).**تهذيب التهذيب.** ط١. بيروت: دار الفكر.

إبن حجر، أحمد بن على، أبو الفضل العسقلانى. (٢٠٠٢م). **لسان الميزان.** ط١. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. د.م: دار البشائر الإسلامية.

إبن راهويه، إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم الحنظلى المروزى.(١٤١٢هـ/ ١٩٩١م). **مسند إسحاق بن راهويه.** ط١. تحقيق: د. عبد الغفور بن عبد الحق البلوشى. المدينة المنورة: مكتبة الإيمان.

إبن ماجه، أبو عبد الله محمد القزوينى. (د.ت). **سنن ابن ماجه.** تحقيق: محمد فؤاد عبد

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الباقی د.م: دار إحیاء الکتب العربیة.

أبو نعیم، أحمد بن عبد اللّٰه، الأصبهانی. (١٤١٧هـ/١٩٩٦م). **المسند المستخرج علی صحیح مسلم.** ط١. تحقیق: محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعی. بیروت: دار الکتب العلمیة.

أبو یعلیٰ، أحمد بن علی التمیمی، الموصلی. (١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م). **مسند أبی یعلیٰ.** ط١. تحقیق: حسین سلیم أسد. دمشق: دار المأمون للتراث.

أحمد بن محمد بن حنبل، أبو عبد اللّٰه، الشیبانی. (١٤٢١هـ/٢٠٠١م). **المسند.** ط١. تحقیق: شعیب الأرنؤوط، وعادل مرشد، وآخرون. بیروت: مؤسسة الرسالة.

البخاری، محمد بن إسماعیل، أبو عبداللّٰه الجعفی. (١٤٢٢هـ). **الجامع الصحیح.** ط١. تحقیق: محمد زهیر بن ناصر الناصر. بیروت: دار طوق النجاة.

البزار، أبو بکر أحمد بن عمرو العتکی. (٢٠٠٩م). **مسند البزار.** ط١. تحقیق: محفوظ الرحمٰن زین اللّٰه، وعادل بن سعد، وصبری عبد الخالق الشافعی. المدینة المنورة: مکتبة العلوم والحکم.

البیهقی، أبو بکر، أحمد بن الحسین الخراسانی. (١٤١٢هـ/١٩٩١م). **معرفة السنن والآثار.** ط١. تحقیق: عبد المعطی أمین قلعجی. القاهرة: دار الوفاء.

الترمذی، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ. (١٣٩٥هـ/١٩٧٥م). **سنن الترمذی.** ط٢. تحقیق و تعلیق: أحمد محمد شاکر، ومحمد فؤاد عبد الباقی، وإبراهیم عطوة عوض. مصر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی.

الحاکم، أبو عبد اللّٰه محمد بن عبد اللّٰه النیسابوری. (١٤١١هـ/ ١٩٩٠م). **المستدرک علی الصحیحین.** ط١. تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطاء. بیروت: دار الکتب العلمیة.

الذهبی، شمس الدین أبو عبد اللّٰه محمد بن أحمد. (١٣٨٧هـ/١٩٦٧م). **دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجهولین وثقات فیهم لین.** ط٢. تحقیق: حماد بن محمد الأنصاری. مکة: مکتبة النهضة الحدیثة.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الذهبی، شمس الدین، أبو عبد اللّٰہ محمد بن أحمد. (١٤٠٥هـ/١٩٨٥م). **سیر أعلام النبلاء.** ط٣. تحقیق: مجموعة من المحققین بإشراف الشیخ شعیب الأرنؤوط. د.م: مؤسسة الرسالة.

السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن أبی بکر. (١٤١٦هـ/١٩٩٦م). **الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج.** ط١. تحقیق وتعلیق: أبو اسحٰق الحوینی الأثری. الخبر: دار ابن عفان للنشر والتوزیع.

الطیالسی، أبو داؤد سلیمان بن داؤد البصری .(١٤١٩هـ/ ١٩٨٩م). **مسند أبی داؤد الطیالسی** . ط١. تحقیق: الدکتور محمد بن عبد المحسن الترکی. مصر: دار هجر.

مسلم بن الحجاج، النیسابوری. (د.ت). **الجامع الصحیح.** د.ط. تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی. بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

النسائی، أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعیب الخراسانی. (١٤٠٦هـ/ ١٩٨٦م). **السنن الصغرٰی.** ط٢. تحقیق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مکتب المطبوعات الإسلامیة.

النووی، یحیٰی بن شرف، أبو زکریا. (١٣٩٢هـ). **المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج.** ط٢. بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

''روزے کا منتہاے کمال اعتکاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی شخص کو اِس کی توفیق دے تو اُسے چاہیے کہ روزوں کے مہینے میں جتنے دنوں کے لیے ممکن ہو، دنیا سے الگ ہو کر اللہ کی عبادت کے لیے مسجد میں گوشہ نشین ہو جائے اور بغیر کسی ناگزیر انسانی ضرورت کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔''

(میزان، جاوید احمد غامدی ۳۶۷)

معز امجد
ترجمہ وتدوین: شاہد رضا

رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد

رُوِیَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ، فَصَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی رِجَالٌ بِصَلٰوتِہِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ أَکْثَرُ مِنْھُمْ فَصَلَّوْا مَعَہُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَکَثُرَ أَھْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّیْلَۃِ الثَّالِثَۃِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِہِ، فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَۃُ الرَّابِعَۃُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَھْلِہِ [فَلَمْ یَخْرُجْ إِلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ][1] حَتّٰی خَرَجَ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَی الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَتَشَھَّدَ، ثُمَّ قَالَ: 'أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّہُ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ مَکَانُکُمْ لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا'. (بخاری، رقم ۸۸۲)

وَرُوِیَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: 'فَصَلُّوْا، أَیُّھَا النَّاسُ، فِیْ بُیُوْتِکُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہِ إِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ'. (بخاری، رقم ۶۹۸)

روایت کیا گیا ہے کہ ایک رات نصف شب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے مسجد کے

لیے) نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور چند صحابہ (رضی اللہ عنہم) بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقتدا میں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ صبح کے وقت ان صحابۂ کرام نے دوسرے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ (دوسرے دن) اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کے وقت ان صحابۂ کرام نے دوسرے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا (تو اس کا مزید چرچا ہوا)۔ پھر تیسری رات بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں (کی کثرت کی وجہ) سے کم پڑ گئی، [مگر (اس رات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے]، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے، جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فجر کی نماز ادا فرما لی، تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور تشہد پڑھا، پھر فرمایا: اما بعد، میں تمھاری اس حاضری سے بے خبر نہیں ہوں، مگر (میں اس نماز کے لیے تمھاری طرف اس لیے نہیں آیا کہ) مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے[1]، پھر تم اسے ادا نہ کر سکو۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو، اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہو، اس لیے کہ فرض نماز کے سوا آدمی کی سب سے افضل نماز وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو[2] (کیونکہ وہ مسجد میں پڑھنی ضروری ہے)۔

متن کے حواشی

۱۔ قوسین میں دیے گئے الفاظ بخاری، رقم ۱۰۷۷ سے لیے گئے ہیں۔

ترجمے کے حواشی

۱۔ یہ لوگوں کے ایک خاص تصور عبادت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس عبادت کو مسلسل ادا کرتے تو اس بات کا امکان تھا کہ لوگ بہ آسانی اس عبادت کو اپنے اوپر تاکیدی طور پر فرض سمجھ لیتے۔

۲۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس بات کی تحریض ہے کہ لوگ اپنی نفل نمازیں اپنے گھروں میں بھی ادا کرتے رہیں۔

متون

پہلی روایت

اپنی اصل کے اعتبار سے یہ روایت بخاری، رقم ۸۸۲ میں روایت کی گئی ہے۔

یہ روایت بعض اختلافات کے ساتھ بخاری، رقم ۶۹۸، ۱۰۷۷، ۱۹۰۸؛ موطا امام مالک، رقم ۲۴۸؛ مسلم، رقم ۷۶۱ الف، ۷۶۱ ب؛ ابوداؤد، رقم ۱۳۷۳-۱۳۷۴؛ نسائی، رقم ۱۶۰۴؛ احمد، رقم ۲۵۴۰۱، ۲۵۴۸۵، ۲۵۵۳۵، ۲۵۹۹۶-۲۵۹۹۷، ۲۶۳۵۰؛ ابن حبان، رقم ۱۴۱، ۲۵۴۲-۲۵۴۵؛ ابویعلیٰ، رقم ۴۸۷۸ اور عبدالرزاق، رقم ۴۶۷۷-۴۷۷۷ میں بھی روایت کی گئی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بعض روایات، مثلاً موطا امام مالک، رقم ۲۴۸ میں 'لم یخف علی مکانکم' (میں تمھاری اس حاضری سے بے خبر نہیں ہوں) کے الفاظ کے بجائے 'قد رأیت الذی صنعتم' (تم نے جو کیا، وہ میں نے دیکھ لیا ہے) کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں؛ مسلم، رقم ۷۶۱ ب میں یہ الفاظ 'لم یخف علی شأنکم اللیلة' (میں تمھارے رات کے معاملے سے بے خبر نہیں ہوں) روایت کیے گئے ہیں؛ بعض روایات، مثلاً ابوداؤد، رقم ۱۳۷۴ میں ان الفاظ کے بجائے 'أما واللّٰه ما بت لیلتی هذه بحمد اللّٰه غافلاً و لا خفی علی مکانکم' (سنو، خدا کی قسم، خدا کے فضل سے میں نے یہ رات سوتے ہوئے نہیں گزاری اور نہ ہی میں تمھاری اس حاضری سے بے خبر تھا) کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں۔

بعض روایات، مثلاً موطا امام مالک، رقم ۲۴۸ میں 'لکنی خشیت أن تفرض علیکم' (مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے) کے الفاظ کے بجائے 'ولم یمنعنی من الخروج إلیکم إلا أنی خشیت أن تفرض علیکم' (اور مجھے تمھارے پاس آنے سے کسی شے نے نہیں روکا، مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے) کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں؛ جبکہ ابوداؤد، رقم ۱۳۷۳ میں 'ولم یمنعنی' (اور مجھے کسی شے نے نہیں روکا) کے الفاظ کے بجائے 'فلم یمنعنی' (مگر مجھے کسی شے نے نہیں روکا) کے الفاظ روایت

کیے گئے ہیں؛ بعض روایات، مثلاً احمد، رقم ۲۵۹۹۶ میں ان الفاظ کے بجاے ان کے مترادف الفاظ 'ولكني خشيت أن تكتب عليهم' (مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ ان پر یہ نماز لکھ دی جائے) روایت کیے گئے ہیں؛ بعض روایات، مثلاً مسلم، رقم ۷۶۱ ب میں یہ الفاظ 'ولكني خشيت أن تفرض عليكم صلوة الليل' (مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض کر دی جائے) روایت کیے گئے ہیں؛ جبکہ نسائی، رقم ۱۶۰۴ میں 'تفرض' (فرض کر دی جائے) کے لفظ کے بجاے 'يفرض' (اللہ تعالیٰ یہ نماز فرض کر دے) کا لفظ روایت کیا گیا ہے؛ احمد، رقم ۲۵۵۳۵ میں یہ الفاظ 'لم يمنعني أن أنزل إليكم إلا مخافة أن يفترض عليكم قيام هذا الشهر' (مجھے تمھارے پاس آنے سے کسی شے نے نہیں روکا، مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر اس ماہ کا قیام فرض کر دیا جائے) روایت کیے گئے ہیں۔

بعض روایات، مثلاً ابن حبان، رقم ۱۴۱ میں 'فتعجزوا عنها' (پھر تم اسے ادا نہ کر سکو) کے الفاظ کے بجاے 'فتقعدوا عنها' (پھر تم اسے نظر انداز کر سکتے ہو) کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں۔

بعض روایات، مثلاً مسلم، رقم ۷۶۱ میں بیان کیا گیا ہے کہ چوتھی رات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ سے باہر تشریف نہ لائے تو بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے ندا دی: 'الصلوة' (نماز کا وقت ہو گیا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی اپنے حجرہ سے باہر تشریف نہ لائے۔ احمد، رقم ۲۵۵۳۵ میں بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیں اور کہنا شروع کر دیا: 'ما شأن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينزل' (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا معاملہ درپیش ہے کہ آپ تشریف نہیں لا رہے ہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی یہ باتیں سن لیں۔ اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: 'يا أيها الناس، إني قد سمعت مقالتكم، وإنه لم يمنعني أن أنزل إليكم إلا مخافة أن يفترض عليكم قيام هذا الشهر' (اے لوگو، میں نے تمھاری باتیں سن لی ہیں، مجھے تمھارے پاس آنے سے کسی شے نے نہیں روکا، مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر اس ماہ کا قیام فرض کر دیا جائے)؛ جبکہ بعض روایات، مثلاً احمد، رقم ۲۵۹۹۶ کے مطابق، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: 'ما زال الناس ينتظرونك البارحة، يا رسول الله' (یا رسول اللہ، گذشتہ رات لوگ آپ کا انتظار کرتے رہے)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو جواب میں فرمایا: 'لم يخف علي أمرهم، ولكني خشيت أن تكتب عليهم' (مجھ

پر ان کا معاملہ مخفی نہیں ہے، مگر مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ ان پر یہ نماز لکھ دی جائے)۔

احمد، رقم ۲۶۳۵۰ میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أكلفوا من الأعمال ما تطيقون فإن الله لا يمل حتى تملوا وكانت عائشة تقول: إن أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل.

''اپنے اوپر ان اعمال کی ذمہ داری ڈالو جنھیں تم ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (تمھارے اعمال سے) نہیں اکتاتا، یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: بے شک، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو دائمی ہوں، اگرچہ وہ (مقدار میں) تھوڑے ہوں۔''

یہ روایت نفلی عبادت کے حوالے سے عام تعلیمات پر مشتمل ہے۔ تاہم بعض روایات، مثلاً درج بالا بنیادی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نماز تہجد کے واقعے کے تناظر میں روایت کیا گیا ہے۔ ہماری فہم کے مطابق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام تعلیمات پر مبنی ہے۔ اس روایت کی تفاصیل ہم ایک دوسرے مقام میں الگ سے بیان کریں گے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دوسری روایت

اپنی اصل کے اعتبار سے یہ روایت بخاری، رقم ۶۹۸ میں روایت کی گئی ہے۔

یہ روایت بعض اختلافات کے ساتھ بخاری، رقم ۶۸۶۰؛ مسلم، رقم ۷۶۱ الف، ۷۶۱ ب؛ ابوداؤد، رقم ۱۰۴۴-۱۰۴۷؛ نسائی، رقم ۱۵۹۹؛ احمد، رقم ۲۱۶۴۲-۲۱۶۴۳، ۲۱۶۷۵ اور ابن حبان، رقم ۲۴۹۱ میں بھی روایت کی گئی ہے۔

بعض روایات، مثلاً مسلم، رقم ۷۸۱ میں 'صلوا، أيها الناس، في بيوتكم' (اے لوگو، اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہو) کے الفاظ کے بجائے 'فعليكم بالصلوٰة في بيوتكم' (اپنے گھروں میں بھی نماز کا التزام کرو) روایت کیے گئے ہیں۔

بعض روایات، مثلاً بخاری، رقم ۶۸۶۰ میں 'فإن أفضل الصلوٰة، صلوٰة المرء في بيته' (اس لیے کہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو) کے الفاظ کے بجائے 'فإن أفضل صلوٰة المرء في بيته' (اس لیے کہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو) کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں؛ بعض

روایات، مثلاً مسلم، رقم ۱۸۱۷ میں ان الفاظ کے بجاے ان کے ہم معنی الفاظ 'فإن خیر صلٰوۃ المرء فی بیته' (اس لیے کہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو) روایت کیے گئے ہیں؛ جبکہ ابوداؤد، رقم ۱۰۴۴ میں یہ الفاظ 'صلٰوۃ المرء فی بیته أفضل من صلٰوته فی مسجدی هذا' (آدمی کی اپنے گھر میں نماز میری اس مسجد کی نماز سے زیادہ افضل ہے) روایت کیے گئے ہیں۔

دوسری روایت بھی اسی پس منظر میں بیان کی گئی ہے، جس پس منظر میں پہلی روایت بیان کی گئی ہے۔ بخاری کی ایک روایت کے مطابق یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

عـن زید بن ثابت أن النبی صلی اللّٰه علیه و سلم إتخذ حجرة فی المسجد من حصیر فصلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم فیها لیالی حتی اجتمع إلیه ناس. ثم فقدوا صوته لیلة فظنوا أنه قد نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج إلیهم. فقال: ما زال بکم الذی رأیت من صنیعکم حتی خشیت أن یکتب علیکم، ولو کتب علیکم ما قمتم به. فصلوا، أیها الناس، فی بیوتکم، فإن أفضل صلٰوۃ المرء فی بیته إلا صلٰوۃ المکتوبة. (رقم ۶۸۶۰)

''حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں چٹائی سے گھیر کر ایک حجرہ بنا لیا اور (رمضان کی) راتوں میں اس کے اندر نماز پڑھنے لگے، یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ جمع ہو گئے۔ پھر ایک رات انھیں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز نہیں آئی، انھوں نے سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ہیں، اس لیے ان میں سے بعض کھنکھارنے لگے تاکہ آپ ان کے پاس باہر تشریف لائیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے کام سے واقف ہوں، یہاں تک کہ مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے اور اگر فرض کر دی جائے تو تم اسے قائم نہیں رکھ سکو گے۔ اس لیے، اے لوگو، اپنے گھروں میں یہ نماز پڑھتے رہو، کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی سب سے افضل نماز اس کے گھر میں ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بخاری، رقم ۶۹۶ میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نمازیں پڑھنے کے لیے باہر تشریف نہیں لائے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نمازیں اپنی حجرے میں ہی پڑھیں۔ چونکہ حجرے کی دیواریں چھوٹی تھیں، اس

لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام کرتے ہوئے دیکھ سکتے اور آپ کی نمازوں میں آپ کے ساتھ شامل ہو سکتے تھے۔ روایت کا حسب حال جز درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

روی أنه كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يصلى من الليل فى حجرته وجدار الحجرة قصير. فرأى الناس شخص النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، فقام أناس يصلون بصلاته...

''روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز اپنے حجرے ہی میں پڑھتے، جبکہ حجرے کی دیواریں چھوٹی تھیں۔ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھا تو وہ بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے...۔''

جبکہ بعض روایات، مثلاً ابوداؤد، رقم ۱۳۷۴ میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ نماز صرف اس وقت پڑھنی شروع کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مسجد میں الگ الگ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ روایت درج ذیل ہے:

روی أنه قالت عائشة رضى اللّٰه عنها: كان الناس يصلون فى المسجد فى رمضان أوزاعًا. فأمرنى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فضربت له حصيرًا فصلى عليه...

''روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ماہ رمضان میں لوگ مسجد میں الگ الگ نماز پڑھتے تھے، تو (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (ایک چٹائی بچھانے کا) حکم فرمایا، میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ایک چٹائی بچھا دی تو آپ نے اس پر نماز ادا فرمائی...۔''

''آدمی اعتکاف کے لیے بیٹھا ہو تو روزے کی راتوں میں کھانے پینے پر تو کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن بیویوں کے پاس جانا اُس کے لیے جائز نہیں رہتا۔ اعتکاف کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اِسے ممنوع قرار دیا ہے۔'' (میزان، جاوید احمد غامدی ۳۶۷)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جاوید احمد غامدی

روزہ

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

نماز اور زکوٰۃ کے بعد تیسری اہم عبادت روزہ ہے۔ عربی زبان میں اِس کے لیے 'صوم' کا لفظ آتا ہے جس کے معنی کسی چیز سے رک جانے اور اُس کو ترک کر دینے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں یہ لفظ خاص حدود و قیود کے ساتھ کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے رک جانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اردو زبان میں اِسی کو روزہ کہتے ہیں۔ انسان چونکہ اِس دنیا میں اپنا ایک عملی وجود بھی رکھتا ہے، اِس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اُس کا جذبۂ عبادت جب اُس کے عملی وجود سے متعلق ہوتا ہے تو پرستش کے ساتھ اطاعت کو بھی شامل ہو جاتا ہے۔ روزہ اِسی اطاعت کا علامتی اظہار ہے۔ اِس میں بندہ اپنے پروردگار کے حکم پر اور اُس کی رضا اور خوشنودی کی طلب میں بعض مباحات کو اپنے لیے حرام قرار دے کر مجسم اطاعت بن جاتا اور اِس طرح گویا زبان حال سے اِس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حکم سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ اگر قانون فطرت کی رو سے جائز کسی شے کو بھی اُس کے لیے ممنوع ٹھیرا دیتا ہے تو بندے کی حیثیت سے زیبا یہی ہے کہ وہ بے چون و چرا اِس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

اللہ کی عظمت و جلالت اور اُس کی بزرگی اور کبریائی کے احساس و اعتراف کی یہ حالت، اگر غور کیجیے تو اُس کی شکر گزاری کا حقیقی اظہار بھی ہے۔ چنانچہ قرآن نے اِسی بنا پر روزے کو خدا کی تکبیر اور شکر گزاری قرار دیا اور فرمایا ہے کہ اِس مقصد کے لیے رمضان کا مہینا اِس لیے خاص کیا گیا ہے کہ قرآن کی صورت میں اللہ نے جو ہدایت اِس مہینے میں تمھیں عطا فرمائی ہے اور جس میں عقل کی رہنمائی اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کے لیے واضح اور قطعی حجتیں ہیں،

اُس پر اللہ کی بڑائی کرو اور اُس کے شکر گزار بنو۔

اِس کا منتہاے کمال یہ ہے کہ آدمی روزے کی حالت میں اپنے اوپر مزید کچھ پابندیاں عائد کر کے اور دوسروں سے الگ تھلگ ہو کر چند دنوں کے لیے مسجد میں بیٹھ جائے اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کرے۔ اصطلاح میں اِسے اعتکاف کہا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ رمضان کے روزوں کی طرح لازم تو نہیں کیا گیا، لیکن تزکیۂ نفس کے نقطۂ نظر سے اِس کی بڑی اہمیت ہے۔ روزہ و نماز اور تلاوت قرآن کے امتزاج سے جو خاص کیفیت اِس سے پیدا ہوتی اور نفس پر تجرد و انقطاع اور تبتل الی اللہ کی جو حالت طاری ہو جاتی ہے، اُس سے روزے کا اصلی مقصود درجۂ کمال پر حاصل ہوتا ہے۔

روزے کی تاریخ

نماز کی طرح روزے کی تاریخ بھی نہایت قدیم ہے۔ قرآن نے بتایا ہے کہ روزہ مسلمانوں پر اُسی طرح فرض کیا گیا، جس طرح وہ پہلی قوموں پر فرض کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ تربیت نفس کی ایک اہم عبادت کے طور پر اِس کا تصور تمام مذاہب میں رہا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

روزے کا مقصد

اِس کا مقصد قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ لوگ خدا کا تقویٰ اختیار کر لیں۔ قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے شب و روز کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود کے اندر رکھ کر زندگی بسر کرے اور اپنے دل کی گہرائیوں میں اِس بات سے ڈرتا رہے کہ اُس نے اگر کبھی اِن حدود کو توڑا تو اِس کی پاداش سے اللہ کے سوا کوئی اُس کو بچانے والا نہیں ہو سکتا۔

روزے کا قانون

اِس کا قانون درج ذیل ہے:

روزے کی نیت سے اور محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کھانے پینے اور بیویوں کے ساتھ تعلق سے اجتناب ہی روزہ ہے۔

یہ پابندی فجر سے لے کر رات کے شروع ہونے تک ہے، لہٰذا روزے کی راتوں میں کھانا پینا اور بیویوں کے

پاس جانا بالکل جائز ہے۔

روزوں کے لیے رمضان کا مہینا خاص کیا گیا ہے، اِس لیے جو شخص اِس مہینے میں موجود ہو، اُس پر فرض ہے کہ اِس پورے مہینے کے روزے رکھے۔

بیماری یا سفر کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کے باعث آدمی اگر رمضان کے روزے پورے نہ کر سکے تو لازم ہے کہ دوسرے دنوں میں رکھ کر اُس کی تلافی کرے اور یہ تعداد پوری کر دے۔

حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ تاہم اِس طرح چھوڑے ہوئے روزے بھی بعد میں لازماً پورے کیے جائیں گے۔

روزے کا منتہاے کمال اعتکاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی شخص کو اِس کی توفیق دے تو اُسے چاہیے کہ روزوں کے مہینے میں جتنے دنوں کے لیے ممکن ہو، دنیا سے الگ ہو کر اللہ کی عبادت کے لیے مسجد میں گوشہ نشین ہو جائے اور بغیر کسی ناگزیر انسانی ضرورت کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔

آدمی اعتکاف کے لیے بیٹھا ہو تو روزے کی راتوں میں کھانے پینے پر تو کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن بیویوں کے پاس جانا اُس کے لیے جائز نہیں رہتا۔ اعتکاف کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اِسے ممنوع قرار دیا ہے۔

(الاسلام ۱۰۳-۱۰۶)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

''...بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس مہینے میں کھانے پینے پر جتنا بھی خرچ کیا جائے، خدا کے ہاں اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اس خیال کے لوگ اگر — خوش قسمتی سے — کچھ خوش حال بھی ہوتے ہیں تو پھر تو فی الواقع ان کے لیے روزوں کا مہینا کام و دہن کی لذتوں سے متمتع ہونے کا موسم بہار ہی بن کے آتا ہے۔ وہ روزے کی پیدا کی ہوئی بھوک اور پیاس کو نفس کشی کے بجاے نفس پروری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ وہ صبح سے لے کر شام تک طرح طرح کے پکوانوں کے پروگرام بنانے اور ان کے تیار کرانے میں اپنے وقت صرف کرتے ہیں اور افطار سے لے کر سحر تک اپنی زبان اور اپنے پیٹ کی تواضع میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔''

(تزکیۂ نفس، مولانا امین احسن اصلاحی ۲۹۱)

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت مسعود بن قاری رضی اللہ عنہ اور بنو قارہ

حضرت مسعود بن قاری کے والد کا نام ربیعہ (یا ربیع یا عامر) تھا۔ عمرو بن سعد ان کے دادا اور عبدالعزیٰ بن حمالہ (یا محلم) سکڑ دادا تھے۔ خزیمہ بن مدرکہ قریش کے جد مضر کے پوتے تھے۔ ان کے بیٹے ہون مسعود کے دسویں، جبکہ ان کے بھائی کنانہ بن خزیمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں جد تھے۔ قارہ ہون بن خزیمہ کے بیٹوں عضل اور دیش کا لقب تھا۔ بنو کنانہ کے حکم (قاضی) یعمر بن شداخ نے جب ان بھائیوں کے کنبوں کو بنو کنانہ اور قریش میں بانٹ دینے کا فیصلہ سنایا تو یہ اکٹھے ہو کر ڈٹ گئے، تب قارہ (لفظی معنی: سیاہ چٹان، چھوٹا پہاڑ) ان کا لقب ہو گیا۔ اس موقع پر قارہ کے ایک شخص نے یہ شعر کہا:

دعونا قارة لا تنفرونا

فنجفل مثل أجفال الظليم

(ہمیں ایک مضبوط پہاڑ کی طرح (مجتمع) رہنے دو، اس طرح تتر بتر نہ کرو کہ ہم شتر مرغ کی طرح دور دور نکل جائیں)

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت مسعود بن قاری کے چھٹے جد غالب بن محلم کا بھائی دیش بن محلم اور اس کا بیٹا عضل اس لقب سے ملقب ہوئے۔ ابن عبدالبر اور ابن حجر نے ہون بن خزیمہ ہی کو قارہ قرار دیا ہے، جبکہ زبیری قارہ کو عضل اور دیش کا تیسرا بھائی بتاتے ہیں۔ قارہ خاندان کے افراد ماہر تیر انداز تھے۔ ایک بار قارہ اور بنو اسد کے دو افراد کا جھگڑا ہو گیا۔ قاری نے اسدی سے کہا: تم چاہو تو میں تمھارے ساتھ کشتی کروں، دوڑ لگانے کا یا تیر اندازی کا مقابلہ کر لوں؟ اسدی نے تیر اندازی کا انتخاب کیا تو قارہ کے شخص نے کہا:

قد انصف القارۃ من راماھا

(قارہ سے انصاف کیا جس نے اس سے تیراندازی کا مقابلہ کیا، یعنی ایک چٹان پر تیر پھینکنے والا نامراد ہی ہوتا ہے)

یہ کہہ کر اس نے تیر نکالا اور اسدی کے دل میں ترازو کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق یہ مصرع اس وقت کہا گیا جب بنوبکر اور قریش میں جنگ ہوئی، قارہ نے قریش کا ساتھ دیا اور ان کی تیراندازی سے قریش کو فتح حاصل ہوئی۔

زمانۂ جاہلیت میں کنانہ، مزینہ، حکم اور قارہ قبیلوں کے افراد اور ان کے مفرور غلام جتھے بنا کر تہامہ کے پہاڑوں میں چھپ جاتے اور گزرنے والے قافلوں اور مسافروں کو لوٹتے۔ ظہور اسلام کے بعد عرب ایک منظّم مملکت میں ڈھل گیا تو انھیں احساس ہوا کہ وہ اپنی سابقہ روش برقرار نہ رکھ سکیں گے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور امان چاہی۔ آپ نے ابی بن کعب کو بلا کر یہ فرمان لکھوایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اللہ کے آزاد بندوں کو یہ تحریر لکھ کر دی جاتی ہے، اگر یہ (ڈاکو) ایمان لے آئیں اور (مجرمانہ روش چھوڑ کر) نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان میں سے جو غلام ہیں، آزاد کر دیے جائیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مولا ہوں گے اور جو کسی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوگا، اسے (اس کے سابق آقا) کے پاس نہ لوٹایا جائے گا۔ (زمانۂ جاہلیت میں) لوٹے ہوئے مال اور قتل کیے ہوئے مقتولوں کی دیت بھی ان سے وصول نہ کی جائے گی۔ البتہ ان کے لیے ہوئے قرض قرض خواہوں کو واپس کیے جائیں گے اور کسی پر ظلم وزیادتی روا نہ رکھی جائے گی۔ جو (راہ زن) اپنے دین پر قائم رہے گا، اسے اس کے ہم مذہبوں میں واپس بھیج دیا جائے گا۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مکہ میں اہل ایمان کا جینا دوبھر ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولوالعزم صاحب سیدنا ابوبکر نے بھی آپ کی اجازت سے حبشہ ہجرت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مکہ سے پانچ ایام کی مسافت پر واقع مقام برک غماد پہنچے تو انھیں قبائلی سردار ابن دغنہ (اصل نام: مالک یا حارث بن زید) ملے اور کہا: میں آپ کو پناہ فراہم کروں گا۔ آپ جیسے صلۂ رحمی کرنے والے اور بے کسوں کا سہارا بننے والے نیک دل انسان کو مکہ سے نکلنا نہیں چاہیے۔ چنانچہ وہ واپس ہو لیے۔ امام بخاری (رقم ۳۹۰۵) نے ابن دغنہ کو سید قارہ (ہون بن خزیمہ کی اولاد)، جبکہ ابن اسحاق نے سید احابیش قرار دیا ہے۔ احابیش احبوشۃ کی جمع ہے، قریش، کنانہ اور خزاعہ قبیلوں کے افراد جنھوں نے مکہ کے حُبشی نامی پہاڑ کے نزدیک اکٹھے ہو کر عہد و پیمان کیا، احبوشہ کہلاتے ہیں۔ ابن اسحاق یہ بیان کرنے کے بعد کہ ابن دغنہ عبد مناۃ بن کنانہ کی ذریت ہیں، وضاحت کرتے ہیں کہ حارث بن عبد مناۃ کے علاوہ ہون بن خزیمہ اور بنوخزاعہ کی شاخ بنومصطلق بھی احابیش میں شامل ہیں۔ ابن دغنہ کی کنیت سے معروف ایک اور صحابی بھی ہیں جن کا اصل نام ربیعہ بن رُفیع سلمی

ہے، ان کا ذکر غزوۂ حنین کے ضمن میں آتا ہے۔

مدینہ میں موجود مسعود کے اہل خانہ بنو قاری کہلاتے تھے۔

مسعود کی کنیت ابو عمیر ہے۔

مسعود بن قاری بنو عبد مناف بن زہرہ کے حلیف تھے۔

مسعود بن قاری قدیم الایمان ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم جانے سے پہلے وہ نعمت اسلام سے سرفراز ہو چکے تھے۔ 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی فہرست ابن اسحاق نے مرتب کی اور ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ'' میں نقل کی۔ گمان غالب ہے کہ اس کی ترتیب اتفاقی نہیں، بلکہ واقعاتی اور تاریخی (chronological) ہے۔ اس کی رو سے اسلام کی طرف لپکنے والے خوش نصیبوں میں مسعود بن قاری کا نمبر تئیسواں ہے۔

باقی اہل ایمان کی طرح مسعود بن قاری نے بھی مدینہ ہجرت کی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبید بن تیہان کے ساتھ ان کی مواخات قائم فرمائی۔ مسعود بن قاری نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، جنگ خیبر، جنگ حنین اور باقی تمام غزوات میں شرکت کی۔

مشہور یہی ہے کہ حضرت مسعود بن قاری نے ۳۰ھ میں وفات پائی۔ تاہم زہری کا کہنا ہے کہ انھوں نے غزوۂ خیبر میں شہادت پائی۔ ان کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ ان کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

معرفۃ الصحابہ کی کتب میں بنو قارہ کے ایک اور صحابی حضرت مسعود بن عمرو قاری (غفاری: ابن ہشام، عمرو بن قاری: ابن کلبی) کا ذکر آتا ہے۔ جنگ حنین کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم جمع کر کے جعرانہ لے جانے کی ذمہ داری ان کو سونپی۔ اسیروں اور مال غنیمت کی حفاظت کے لیے آپ نے حضرت مسعود بن عمرو کو متعین فرمایا اور خود طائف تشریف لے گئے۔ طائف فتح کرنے کے بعد آپ جعرانہ لوٹے اور اسیروں اور مال غنیمت کی تقسیم فرمائی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ روایت کہ مسعود کے ایک بھائی حضرت عمرو بن ربیع تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور غزوۂ بدر میں شرکت کی، پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

قارہ کے دیگر افراد میں حضرت مسعود بن قاری کے پوتے عبد الرحمٰن بن عبد قاری، عبد الرحمٰن کے بیٹے محمد اور ابراہیم اور ان کے بھتیجے ابراہیم بن عبد اللہ مشہور ہیں۔ ہشام بن محمد کلبی کہتے ہیں کہ حضرت مسعود بن قاری کے پڑپوتے محمد بن عبد الرحمٰن نے اہل مدینہ کے بارے میں مروان بن حکم کی بات رد کی۔ بہت کھوج کے باوجود ہمیں اس

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قضیے کی تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔ تاہم اس سے ملتا جلتا واقعہ مسلم کی روایت ۳۲۹۵ میں بیان ہوا ہے۔ اموی حکمران مروان بن حکم نے ایک بار عوام کے سامنے خطبہ پڑھا۔ اس نے مکہ اور اہل مکہ کا ذکر کرتے ہوئے مکہ کی حرمت کا حکم بیان کیا، جبکہ مدینہ، اہالیان مدینہ اور حرمت مدینہ کا تذکرہ تک نہ کیا۔ مشہور صحابی حضرت رافع بن خدیج پکار اٹھے: کیا وجہ ہے کہ آپ نے مکہ اور اس کے سکان کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکہ کی حرمت بیان کی اور مدینہ کا حرم ہونا اور اس کے باشندگان کا اہل حرم ہونا نہ بتایا، حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ و سنگلاخ میدانوں کے مابین واقع شہر مدینہ کو حرم قرار دیا ہے۔ آپ کا یہ فرمان ہمارے پاس یمنی قبیلہ خولان کے بنے ہوئے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھا ہوا موجود ہے، اگر چاہیں تو ہم دکھا دیں؟ مروان چپکا ہو رہا اور کہا: اس فرمان نبوی کا کچھ حصہ میں نے بھی سن رکھا ہے۔

مطالعۂ مزید: جمہرۃ النسب (ابن کلبی)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم و الملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، فتح الباری (ابن حجر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، عمدۃ القاری (عینی)، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام (جواد علی)۔

"...بہت سے لوگ جب روزے میں کھانے پینے اور اِس طرح کی دوسری دل چسپیوں کو چھوڑتے ہیں تو اپنی اِس محرومی کا مداوا اُن دل چسپیوں میں ڈھونڈنے لگتے ہیں جن سے اُن کے خیال میں روزے کو کچھ نہیں ہوتا، بلکہ وہ بہل جاتا ہے۔ وہ روزہ رکھ کر تاش کھیلیں گے، ناول اور افسانے پڑھیں گے، نغمے اور غزلیں سنیں گے، فلمیں دیکھیں گے، دوستوں میں بیٹھ کر گپ ہانکیں گے اور اگر یہ سب نہ کریں گے تو کسی کی غیبت اور ہجو ہی میں لپٹ جائیں گے۔ روزے میں پیٹ خالی ہو تو آدمی کو اپنے بھائیوں کا گوشت کھانے میں ویسے بھی بڑی لذت ملتی ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بعض اوقات صبح اِس مشغلے میں پڑتے ہیں اور پھر موذن کی اذان کے ساتھ ہی اِس سے ہاتھ کھینچتے ہیں۔" (میزان، جاوید احمد غامدی ۳۶۲)

جاوید احمد غامدی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

روشنی کی جستجو ہوتی ہے جب ظلمات میں
دیکھ لیتے ہیں کلام اللہ کے آیات میں

زندگانی کیا ہے؟ پیہم جلوہ ہاے ناتمام
جس طرح جگنو چمکتے ہیں اندھیری رات میں

کس کا یارا ہے یہ ارباب تصوف کے سوا
اپنی صورت دیکھ سکتے ہیں خدا کی ذات میں

آسماں سے آپ سیکھے ہیں یا وہ بھی آپ سے
عمر بھر کا روٹھ جانا اک ذرا سی بات میں

جب بھی آیا ہے کہیں دنیا میں کوئی انقلاب
بڑھ گئی ہے اور کچھ تلخی جو تھی اوقات میں

کس نے سوچا تھا یہ آب و خاک کا عالم تمام
پہلے ذروں میں بدل جائے گا، پھر آنات میں!

قصۂ ماضی ہوا سب بزم آرائی کا شوق
ہم بھی کیا کھوئے گئے ہیں نو بہ نو آلات میں

فیض صاحب، آپ نے چاہا تھا، لیکن کیا کہیں
خون کے دھبے نہیں دھلتے کسی برسات میں

''آدمی جب بھوکا پیاسا ہو تو قاعدہ ہے کہ اس کا غصہ بڑھ جایا کرتا ہے۔ جہاں کوئی بات ذرا بھی اس کے مزاج کے خلاف ہوئی، فوراً اس کو غصہ آ جاتا ہے۔ روزے کے مقاصد میں سے یہ چیز بھی ہے کہ جن کی طبیعتوں میں غصہ زیادہ ہو، وہ روزے کے ذریعہ سے اپنی طبیعتوں کی اصلاح کریں، لیکن یہ اصلاح اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آدمی روزے کو اپنی طبیعت کی اس خرابی کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ اگر وہ اس کو اپنی طبیعت کی اصلاح کا ذریعہ نہ بنائے تو اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ روزہ اس پہلو سے اس کے لیے مفید ہونے کے بجائے الٹا مضر ہو جائے، یعنی اس کی طبیعت کا اشتعال کچھ اور زیادہ ترقی کر جائے۔ جو شخص اس کو اپنی اصلاح کا ذریعہ بنانا چاہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ جب اس کی طبیعت میں اشتعال پیدا ہو یا کوئی دوسرا اس کے اندر اس اشتعال کو پیدا کرنے کی کوشش کرے تو وہ فوراً اس بات کو یاد کرے کہ 'أَنَا صَائِمٌ' (میں روزے سے ہوں)، اور یہ چیز روزے کے مقصد کے بالکل منافی ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے آدمی کو غصے پر قابو پانے کی تربیت ملتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تربیت اس کے مزاج کو بالکل بدل دیتی ہے، یہاں تک کہ اس کو اپنے غصے پر اس حد تک قابو حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کو وہ وہیں استعمال کرتا ہے جہاں وہ اس کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔'' (تزکیۂ نفس، مولانا امین احسن اصلاحی ۲۹۳)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com